ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

4 اگست 2004ء — 17 جمادی الثانی 1425ھ

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

یاجوج ماجوج: علمی و تاریخی مباحث

نائن الیون اور ہم!

ہماری صحافت اور شکوہ ارباب وفا

پلاؤ کھائیں گے احباب، فاتحہ ہوگا!

فارن ہائیٹ نائن الیون!

ایک اور فردِ جرم

فردِ جرم کی پروا نہ کی جائے

ندامت کے آنسو

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

قصّہ ختم شد

گمراہی کے دروازوں میں سب سے زیادہ خطرناک اور مضرت رساں دروازہ جو باطنیہ نے کھولا' وہ یہ تھا کہ ہر لفظ کے ایک ظاہری معنی ہوتے ہیں اور ایک حقیقی یا باطنی۔ انہوں نے الفاظ کے اس باطنی پہلو پر اس قدر زور دیا کہ ان کا اصلی نام اسمٰعیلیہ معروف ہوگیا اور وہ باطنیہ کے نام سے مشہور ہوگئے۔ بہرکیف انہوں نے کہا کہ اسی طرح قرآن و حدیث کے الفاظ کے بھی دو معنی ہیں' ایک ظاہری دوسرے باطنی' اور ان کو آپس میں وہی نسبت ہے جو پوست (ظاہر) کو مغز سے ہے' جہلاء صرف ظواہر (ظاہری معنی) سے آگاہ ہیں' حقائق یا باطنی معانی کو صرف اہل اسرار جانتے ہیں۔ جو شخص ظواہر میں گرفتار ہے وہ شریعت کی پابندیوں میں جکڑا ہوا ہے اور دین کی نہایت نچلی سطح پر ہے۔ جو شخص اہل باطن کی صحبت میں رہ کر حقائق سے آشنا ہو جاتا ہے' وہ شریعت کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کی اس آیت کا یہی مفہوم ہے ﴿و یضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم﴾ (الاعراف: 157) ''یعنی رسول اس بوجھ سے نجات دلاتا ہے جس کے تلے وہ (عوام) دبے ہوئے تھے اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان کی گردنوں میں پڑے ہوئے تھے''۔

باطنیہ نے اپنی اس بنیادی تعلیم کو عوام کے سامنے صوفی بن کر پیش کیا۔ رفتہ رفتہ جاہل صوفیوں نے پہلے ظاہر اور باطن کی تفریق کا اصول اختیار کیا' پھر اس کے منطقی نتیجے کو بھی قبول کرلیا۔ یعنی انہوں نے شریعت اور طریقت میں تفریق کردی اور کہنے لگے کہ شریعت کا حکم کچھ اور ہے اور طریقت کا حکم کچھ اور ہے۔ آخر کار انہوں نے باطنیہ کی اس تعلیم کو بھی تسلیم کرلیا کہ جب سالک کو معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ قیدِ شریعت سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور اپنے اس باطل عقیدے پر اس آیت سے استدلال کیا ﴿واعبد ربك حتی یاتیك الیقین﴾ اور اس کا ترجمہ اس طرح کیا: ''صرف اُس وقت تک اپنے ربّ کی عبادت کر جب تک تجھے یقین نہ حاصل ہو''۔ جب معرفت یا یقین حاصل ہو جائے تو اتباعِ شریعت کی حاجت نہیں ہے۔

باطنیہ نے اس طرح لاکھوں مسلمانوں کو گمراہ کردیا۔ عوام کے پاس کوئی آلہ یا معیار نہ اُس وقت تک تھا' نہ اب ہے' نہ آئندہ کبھی ہوگا' جس کی مدد سے وہ یہ معلوم کرسکتے کہ یہ شخص جو ظاہر میں صوفیوں کا لباس پہنے ہوئے بیٹھا تصوف کے ''اسرار و رموز'' بیان کر رہا ہے' باطن میں کیا ہے؟ اگر کسی عامی نے اعتراض بھی کیا کہ یہ قول قرآن یا حدیث کے خلاف ہے تو معتقدین نے اسے گستاخ قرار دے کر مجلس سے باہر نکال دیا۔ قصّہ ختم شد۔

ماخذ: اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش

تحریر: پروفیسر یوسف سلیم چشتی

ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ آل عمران (آیات 73 تا 74)

بسم اللہ الرحمن الرَّحیم

﴿وَلَا تُؤْمِنُوْا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝﴾

''اور اپنے دین کے پیرو کے سوا کسی اور کے قائل نہ ہونا۔ (اے پیغمبر) کہہ دو کہ ہدایت تو اللہ ہی کی ہدایت ہے۔ (وہ یہ بھی کہتے ہیں) یہ بھی (نہ ماننا) کہ جو چیز تم کو ملی ہے ویسی کسی اور کو ملے گی یا وہ تمہیں اللہ کے روبرو قائل معقول کر سکیں گے۔ یہ بھی کہہ دو کہ بزرگی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے' وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ کشائش والا (اور) علم والا ہے۔ وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے' اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔''

ہاں ان کو خطرہ بھی تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو اسلام لانے کا اقرار کرے اور سارا دن رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں گزارے وہ واقعی متاثر ہو کر کہیں پکا مسلمان نہ ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے کہا دیکھو! ایمان نہیں لانا۔ صرف ایمان لانے کا اعلان کرنا ہے۔ یہ قرآن مجید میں شعوری نفاق کی مثال ہے یعنی جو وقت انہوں نے قبول اسلام کے بعد گزارا' اس دوران وہ قانوناً تو مسلمان تھے' اگر اس عرصے میں کوئی مر جاتا تو اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی جاتی' لیکن اسے خود تو معلوم تھا کہ وہ مسلمان نہیں۔ یہ تو ہوا شعوری نفاق۔ اسی طرح ایک غیر شعوری نفاق ہے کہ بدعملی اور بدعقیدگی کی بنا پر ایک شخص کے اندر سے ایمان تو ختم ہو چکا' مگر وہ اپنے کو مومن ہی سمجھتا ہے۔ اس کی ایمان کی پونجی تو اس طرح ختم ہو چکی جیسے دیمک لکڑی کو اندر ہی اندر کھا جاتی ہے' لیکن اوپر ایک پردہ پڑا رہتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں غیر شعوری نفاق۔

اے محمد ﷺ! ان سے کہہ دیجئے کہ اصل ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے۔ پھر وہ اس سازش کے وقت یہ بھی کہتے کہ کہیں ان کی رسالت نہ مان لینا' ورنہ تو اس بات کا اقرار ہو جائے گا کہ کہیں انہیں بھی وہی چیز دی گئی ہے جو تم کو دی گئی ہے یعنی مذہبی پیشوائی۔ یہ رسالت تو ہماری میراث تھی' اگر ہم ان کی رسالت مان لیں' تو گویا ہم نے اقرار کر لیا کہ ہماری پیشوائی انہیں منتقل ہو گئی ہے۔ پس ماننا نہیں' صرف ان کی ہوا اکھیڑنے کے لئے ہمیں یہ کام کرنا ہے' ورنہ تو تمہارے خلاف تمہارے رب کے ہاں حجت قائم کر لیں گے۔ اللہ بہت وسعت والا اور جاننے والا ہے۔ وہ مختص کر لیتا ہے اپنی رحمت کے لئے جس کو چاہتا ہے۔ یعنی جس کو چاہتا ہے' نبوت سے سرفراز فرماتا ہے۔ اس نے دو ہزار سال تک تمہیں ایک منصب پر فائز رکھا' اب تم اس منصب کے نااہل ثابت ہو چکے ہو' لہٰذا تمہیں معزول کر دیا گیا ہے اور ایک نئی امت کو اس مقام پر نصب کر دیا گیا ہے۔ اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

یہاں ایک اور نکتہ بھی سمجھ لیجئے کہ برے سے برے گروہ کے اندر بھی کہیں نہ کہیں کچھ افراد اچھے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کو بھی mention کرتا رہے' تاکہ ان لوگوں کے دلوں کے اندر نرمی پیدا ہو۔ اسی طرح برے سے برے آدمی کے اندر کوئی اچھائی بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ داعی کو چاہئے کہ اسے دعوت دیتے وقت اس کی اچھائی کو تسلیم کرے تاکہ اسے معلوم ہو کہ اس شخص کو میرے ساتھ کوئی کد نہیں' بلکہ یہ تو میری واقعی اچھی بات کو تسلیم کر رہا ہے۔ ہاں جو بات غلط ہے' اسے رد کر رہا ہے۔ اس طرح دعوت و تبلیغ کا یہ بہت اہم انداز ہے۔ اگر آپ کسی کو پورے کا پورا negate کر دیں گے' تو اس کے اندر ایک ردعمل پیدا ہو گا۔ وہ سمجھے گا کہ اسے میرے اندر کوئی اچھائی نظر نہیں آتی' تو گویا یہ اندھا بہرہ ہے۔ تو میں بھی اس کے معاملے میں اندھا بہرہ ہو جاتا ہوں۔ اسے میری برائیاں تو نظر آتی ہیں' مگر کوئی اچھائی اسے دکھائی ہی نہیں دیتی۔ اور اگر اسے اس بات کا احساس ہو جائے کہ یہ شخص میری اچھائی کا اعتراف کرتا ہے اور میری غلطی کی نشاندہی کر رہا ہے' تو اس کے دل میں نرم گوشہ پیدا ہو گا اور وہ داعی کی بات غور سے سنے گا اور سمجھنے کی کوشش کرے گا۔

فرمانِ نبویؐ

چوہدری رحمت اللہ بٹر

خوددار غریب مومن اللہ کا محبوب ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :((اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ عَبْدَهُ الْمُؤْمِنَ الْفَقِيْرَ الْمُتَعَفِّفَ اَبَا الْعِيَالِ)) (رواہ ابن ماجہ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے اس مومن بندے سے محبت کرتا ہے جو غریب اور عیالدار ہونے کے باوجود سوال کرنے سے بچتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ پاک دامن اور خوددار مومن سے محبت کرتا ہے جو عیالدار اور مفلس ہونے کے باوجود کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا' اپنی عزتِ نفس کو مجروح نہیں کرتا اور ہر گناہ اور برائی سے بچ کر رہتا ہے۔ ہر کھاتے پیتے مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے مومن بھائی کو حقیر نہ سمجھے' بلکہ اس کی مالی اعانت کرے اور اسے معاشی پریشانی سے نکالے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تا خلافت کی بِنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت

شمارہ	29 جولائی تا 4 اگست 2004ء	جلد
30	11 تا 17 جمادی الثانی 1425ھ	13

بانی: **اقتدار احمد مرحوم**

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

مجلس ادارت

ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ' لاہور
فون: 6366638-6316638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقامِ اشاعت: 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ: 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرونِ پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

☆.☆.☆

''ادارہ'' کا مضمون نگار کی رائے سے
متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

فردِ جرم کی پروانہ کی جائے

امریکہ کے ''نائن الیون کمیشن'' نے گزشتہ ہفتے' 575 صفحات پر مشتمل جو رپورٹ شائع کی تھی' اس کا ایک پورا باب پاکستان کے لئے وقف ہے' جس کی تلخیص موجودہ شمارے کے صفحہ 13 پر درج ہے۔ پاکستان ہی سے متعلق چند اضافی معلومات' مذکورہ رپورٹ شائع ہونے کے تیسرے روز امریکی اخبار ''نیویارک ٹائمز'' نے پاکستانیوں کو ''ہوشیار خبردار'' کرنے کے لئے بطور خاص' صفحۂ اول پر طبع کی تھیں۔ ان اضافی معلومات کا خلاصہ توجہ کے لائق ہے:۔

''پاکستان کے تعلیمی نظام' بالخصوص دینی مدارس میں تبدیلیوں اور اصلاحات کی ضرورت ہے' کیونکہ دینی مدارس اسلامی انتہاپسندی کا بنیادی ذریعہ ہیں...... پاکستان بیک وقت مسائل کی آماجگاہ ہے' اور مسائل کا حل بھی...... موجودہ صورتِ حال میں پاکستان بین الاقوامی دہشت گردوں کے خلاف خونخوار جنگ کی جگہ ہے...... اسلامی دہشت گردی کے خلاف جدوجہد کے تناظر میں پاکستان کی اہمیت غیر معمولی ہے' جہاں پندرہ کروڑ مسلمان آباد ہیں' جن میں القاعدہ کے دہشت گرد' جنگجو طالبان اور شاید اسامہ بن لادن بھی ہیں...... یہ پاکستان ہی ہے جس نے افغانستان میں طالبان کی پرورش کی۔ ستمبر 2001ء تک پاکستانی فوج اور انٹیلی جنس اداروں نے طالبان کی ہر ممکن مدد کی اور ان کے ساتھ تعلقات مضبوط و مستحکم کئے...... ایٹمی پھیلاؤ کے حوالے سے بھی پاکستان کا ریکارڈ مشکوک اور مبہم ہے۔ حکومت پاکستان یہ عجیب دعویٰ کرتی ہے کہ ایٹمی ٹیکنالوجی کی تجارت میں اس کا کوئی ہاتھ نہیں اور یہ سب کچھ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا کیا دھرا ہے...... پاکستان نے قومی سطح پر جمہوری نظام کی بحالی کے لئے خاطر خواہ اقدامات نہیں کئے...... امریکہ کا انسداد دہشت گردی کا محکمہ اور بڑے بڑے افسر پاکستان کو دہشت گرد ملک قرار دے کر اس کے خلاف سخت اقدامات کرنے کی ہمیشہ سفارش کرتے رہے' لیکن امریکہ کی وزارتِ داخلہ نے مصلحت سے کام لیتے ہوئے ہر بار اس کی مخالفت کی...... ایران یا عراق سے زیادہ پاکستان نے اسامہ بن لادن کو سہولتیں فراہم کی تھیں' جس کے سبب گیارہ ستمبر کو ٹریڈ سنٹر پر دہشت گردی کا حملہ ہوا تھا...... یہ پاکستان ہی تھا جس کی منظوری اور اجازت سے اسامہ بن لادن 1996ء میں سوڈان سے افغانستان آیا...... پاکستان اور اس کے انٹیلی جنس اداروں کو اسامہ بن لادن کی آمد کے بارے میں مکمل معلومات حاصل تھیں اور انہوں نے اسامہ کے سفر کے لئے سہولتیں فراہم کی تھیں اور اس کا تعارف قندھار میں طالبان کے لیڈروں سے کرایا تھا۔ تعارف کا مقصد یہ تھا کہ اسامہ کشمیر میں بھارت کے خلاف دہشت گردوں (مجاہدین) کے تربیتی کیمپ قائم کرنے اور ان کی عسکری تربیت میں ان کی مدد کرے گا......''

یہ اور اس طرح کے دوسرے الزامات کی تفصیل بتانے کے بعد رپورٹ کے آخری حصے میں' ٹیپ کے بند کے طور پر جنرل پرویز مشرف کے ذاتی ذکر کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ''نائن الیون کے حملے کے دوسرے روز شام کو امریکہ کی قومی سلامتی کونسل کا اجلاس ہوا جس میں امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے اعلان کیا کہ جنرل پرویز مشرف نے دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے لئے امریکہ کی تمام درخواستیں قبول کر لی ہیں' جن میں یہ درخواست بھی شامل ہے کہ پاکستان طالبان اور القاعدہ کی نہ صرف یہ کہ حمایت نہ کرے' بلکہ ان کے خلاف امریکہ کا پورا پورا ساتھ دے...... امریکہ پاکستان کی صرف اسی صورت میں حمایت و امداد کرے کہ جنرل پرویز مشرف اپنے روشن خیال اعتدال پسندی کے نظریئے پر کاربند رہتے ہوئے ملک سے اسلامی انتہاپسندی کے خاتمے' ایٹمی پھیلاؤ کی روک تھام اور ملک میں جمہوریت کی مکمل بحالی کے لئے ٹھوس اور سنجیدہ اقدامات کریں''۔

''نائن الیون کمیشن'' کی رپورٹ میں بڑی تفصیل کے ساتھ' مختلف حوالوں سے' پاکستان پر ایسے الزامات کی طویل فردِ جرم مرتب کر دی گئی ہے جو اس مملکت خداداد کو ''مجرم'' کے کٹہرے میں (جلد یا بدیر) لانے کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ پوری دنیا جانتی ہے کہ امریکہ کی جانب سے تواتر کے ساتھ دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ میں پاکستان کو ایک اہم حلیف قرار دیا جاتا رہا ہے۔ پاکستان سے زیادہ اس کے فوجی صدر جنرل پرویز مشرف کی امریکہ نوازی پر خوب خوب مدح سرائی کی جاتی ہے۔ یہ تکلیف دہ قومی صورتِ حال اس وقت سے پائی جاتی ہے جب سے پاکستان نے امریکی دباؤ میں آ کر ''یوٹرن'' لیا ہے۔ یعنی کل تک جن کو ہم مجاہد اسلام کہتے نہ تھکتے تھے' واشنگٹن والوں کی طرح ہم بھی انہیں دہشت گرد قرار دے کر اپنی بستیوں' اپنے پہاڑوں اور صحراؤں میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان کا قتل و قتال کریں۔ ایک پاکستان پر کیا موقوف ہے' تمام مسلم ممالک کے حکمرانوں کی اسی دوغلی' دوعملی' بلکہ بے حسی اور بے ضمیری نے سوا ارب ڈیڑھ ارب مسلمانانِ عالم کو یہ دن دکھایا ہے کہ سیاست' معیشت' تجارت' دفاع' خارجہ پالیسی' غرض یہ کہ ہر شعبے اور ہر معاملے میں امریکی احکام و ہدایات پر بے چون و چرا عمل کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں:

سادگی اپنوں کی دیکھ' اوروں کی عیاری بھی دیکھ

(ادارہ)

ایران۔امریکا کا اگلا نشانہ

جوں جوں امریکا میں انتخابات کا موسم آ رہا ہے' بش انتظامیہ کی پریشانی افزوں تر ہے کیونکہ اُسے ایسا ''شکار'' چاہیے جس کو اذیت سے نشانہ بنا کر وہ امریکی عوام کی نظروں میں سرخرو ہو سکے اور یوں ووٹ حاصل کرے۔اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک اور مسلم ملک......ایران کا انتخاب کیا ہے جو عرصہ دراز سے امریکی نگاہوں میں کھٹک رہا ہے۔

حال ہی میں امریکا نے دعویٰ کیا کہ نائن الیون کے واقعہ میں ایران ملوث تھا۔ثبوت یہ ہے: سی آئی اے کے قائم مقام سربراہ نے دعویٰ کیا ہے کہ ہائی جیکروں میں سے آٹھ ایران سے گزر کر امریکا آئے تھے۔دلچسپ بات یہ ہے کہ جس زمانے میں نائن الیون کا واقعہ پیش آیا تب سی آئی کے سربراہ جارج ٹینٹ نے کبھی اس بات کا ذکر نہیں کیا۔پتا نہیں اب سی آئی اے کو یہ الہام کہاں سے ہوا؟

نائن الیون کے وقت تو بش انتظامیہ کے زیادہ تر رکن دن رات یہ راگ الاپنے لگے کہ اس واقعے میں صدام حسین کا عراق ملوث ہے۔لہٰذا اسے ''مزا'' چکھایا جائے۔تب صرف امریکی وزیر خارجہ کولن پاوَل نے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا کیونکہ عراق کے خلاف ٹھوس ثبوت موجود نہیں تھا۔بہرحال اٹھارہ ماہ بعد اس بنیاد پر عراق میں قتل و غارت گری کا طوفان مچا دیا گیا کہ وہاں وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار موجود ہیں۔آخر میں معلوم ہوا......کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔

اب ماہرین کا کہنا ہے کہ امریکی دو باتوں کو بنیاد بنا کر ایران کا گھیراؤ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔پہلی یہی کہ وہ وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار (یعنی ایٹم بم) بنا رہا ہے اور دوسری یہ کہ ہو سکتا ہے' واقعی نائن الیون میں اس کا کوئی کردار ہو۔تاہم اس کے پاس فی الحال لے دے کر یہی ''ثبوت'' ہے کہ ہائی جیکر ایران سے ہوتے ہوئے امریکا پہنچے تھے۔

عراق میں امریکیوں کی جو درگت بن رہی ہے' اسے دیکھتے ہوئے شاید امریکا ایران یا شام پر حملے کی جرأت نہ کرے۔عراق اس کے لئے دوسرا ویت نام بن چکا ہے اور بش انتظامیہ اب کسی اور مسلم ملک میں اپنی فوج بھجوانے سے پہلے ہزار بار سوچے گی۔تاہم ایران کو اگلا نشانہ بنا کر بش انتظامیہ کی ایک سوچ واضح ہو گئی ہے.........وہ مسلمانوں کو استحصال کا نشانہ بنائے رکھنا چاہتی ہے۔یہ واحد مقصد حاصل کرنے کے لئے وہ مسلم ممالک کے خلاف جعلی ثبوت بناتے ہیں' حقائق کو توڑتے مروڑتے اور مسلسل زہریلا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔حیرت انگیز امر یہ ہے کہ وہ پاکستان اور سعودی عرب جیسے اپنے دوست اسلامی ممالک کو بھی نہیں بخشتے۔

اس عمل کو اپنا کر امریکی سیاست دان سمجھتے ہیں کہ یوں نہ صرف انہیں ووٹ زیادہ ملیں گے بلکہ اسرائیل بھی ان سے خوش ہوگا۔حقیقت یہ ہے کہ امریکا جیسی عظیم قوت کو اسلامی ممالک کے خلاف استعمال کرنا اہم صیہونی ایجنڈا ہے۔اس وقت امریکا میں جو لوگ بھی ہوش و حواس رکھتے ہیں' انہیں اپنے آپ سے یہ سوال ضرور پوچھنا چاہئے' کیا مسلمانوں کے دل و دماغ جیتنے کا یہ طریقہ ہے؟

اس کے علاوہ ایٹمی ایجنسی کے سربراہ مصری نژاد محمد البرادی اور یورپی یونین کی تین بڑی طاقتوں فرانس' برطانیہ اور جرمنی نے ایران کی فائل کو سیکورٹی کونسل میں جانے نہیں دیا حالانکہ ان پر امریکا نے زبردست دباؤ ڈالا۔دراصل انہیں خطرہ ہے کہ اگر سیکورٹی کونسل مسئلے کا حل نہ نکال سکی' تو کہیں معاملہ عراق کی طرح قابو سے باہر نہ ہو جائے۔

یہ واضح رہے کہ ایٹم بم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ یورنیم کو انرچ (Enrich) کیا جائے تا کہ اس کی مدد سے ایٹم بم بنایا جا سکے۔اتنا یورنیم انرچ کر لے جس سے ایٹم بم بنایا جا سکے تو پھر جلد یا بدیر وہ ایٹم بنا لیتا ہے۔امریکیوں کا دعویٰ ہے کہ ایرانی یورنیم کی انرچمنٹ میں مصروف ہیں اور ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ ایٹم بم بنانے کے نزدیک آ کے جا رہے ہیں۔امریکا کا دعویٰ ہے کہ ایران نے ایٹم بم بنا لیا' تو وہ اسرائیل کو تباہ و برباد کرنے کے کام آئے گا۔سوال یہ ہے کہ اسرائیل نے جو ایٹم بم بنا رکھے ہیں کیا وہ چٹنی اچار بنانے میں کام آئیں گے۔اگر اس کا لاڈلا اپنے ایٹم بم تباہ کر دے پھر تو وہ یہ کہنے میں کچھ حق بجانب لگتا ہے کہ کسی اسلامی ملک کے پاس ایٹم بم نہیں ہونا چاہئے۔کیونکہ اس سے عالمی امن کو خطرہ لاحق ہو جائے گا' جی ہاں اسی موقع پر کہتے ہیں: الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

دارفور۔عیسائی سرگرمیوں کا مرکز

جنوبی سوڈان کے ایک علاقے دارفور میں عیسائی کثرت سے آباد ہیں۔دس برس قبل عیسائی عالمی طاقتوں کی آشیر باد سے انہوں نے سوڈانی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی اور الزام لگایا کہ وہ اس علاقے کی ترقی نہیں چاہتی۔وہاں کے عیسائیوں نے اپنی مسلح تنظیمیں بنا لیں جو آس پاس کے مسلم علاقوں پر حملے کر کے مسلمانوں کا قتل عام کرنے لگیں۔

جب دارفور کے مسلمانوں نے سوڈانی حکومت کے تعاون سے اپنی مسلح تنظیمیں بنا لیں اور عیسائی گروہوں کو منہ توڑ جواب دینے لگے تو انہوں نے دہائی مچا دی اور یہ الزام لگایا کہ مسلمان عیسائیوں کا قتل عام کر رہے ہیں اور ان کی عورتوں کو بے عزت کر رہے ہیں۔چونکہ اقوام متحدہ خصوصاً سیکورٹی کونسل میں عیسائی ممالک کو غلبہ حاصل ہے۔لہٰذا صاحب بہادر امریکا اس میں سوڈان کے خلاف پے در پے قراردادیں پیش کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ان کا مدعا یہ ہے کہ دارفور میں اقوام متحدہ کی امن فوج اتار کر بے چارے عیسائی باشندوں کو مسلمانوں کے مظالم سے نجات دلائی جائے۔

سوال یہ ہے کہ جب عیسائی مسلح تنظیمیں مسلم علاقوں میں قتل و غارت کر رہی تھیں تو انسانی حقوق کے چمپئن ان عیسائی ممالک کا ضمیر کہاں پڑا سو رہا تھا؟ تب انہیں معصوم بچوں کی چیخیں بے بس عورتوں کی کراہیں اور نہتے مردوں کی آوازیں کیوں سنائی نہیں دیں؟ حقیقت یہ ہے کہ سوڈان کے سلسلے میں عیسائی ممالک کا طرز عمل منافقت اور بے حسی کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

اسرائیل کی ہٹ دھرمی

جو کچھ ہوا توقع کے مطابق تھا۔اقوام متحدہ نے دیوار کی تعمیر جاری رکھنے پر اسرائیل کو لتاڑا مگر اسرائیلی حکومت نے اس کا احتجاج مسترد کر دیا۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں چھ کے مقابلے میں ڈیڑھ سو ممالک نے یہ قرارداد منظور کر لی جس میں کہا گیا کہ اسرائیل عالمی عدالت انصاف کے فیصلے کا احترام کرتے ہوئے دیوار کی تعمیر روک دے۔توقع کے مطابق اس قرارداد کے خلاف ووٹ دینے والوں میں امریکا بھی شامل تھا۔امریکا کے نزدیک قرارداد کی سب سے سخت شق یہ تھی: کوئی بھی ملک اسرائیل کی ایسی مدد نہ کرے جس کے ذریعہ وہ من مانی کر سکے۔

سچ تو یہ ہے کہ امریکا ہی کی امداد سے نہ صرف اسرائیل زندہ ہے بلکہ وہ چھوٹی سی ریاست علاقے کی غنڈہ بن گئی ہے۔واشنگٹن کے بل بوتے پر وہ پڑوسیوں کے لئے مسلسل درد سر بنا ہوا ہے۔صرف اس لئے کہ دنیا کی واحد سپر پاور اس کی پشت پر ہے۔

مگر امریکا نوٹ کر لے' اقوام متحدہ میں اسرائیل کے مخالف بڑھ رہے ہیں۔مثلاً جب 27 مئی 2002ء کو جنرل اسمبلی میں اسرائیلی مظالم کے خلاف قرارداد منظور ہوئی تو اس کے حق میں 74 ووٹ پڑے' چھ مخالف رہے جب کہ 54 نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔اس بار ڈیڑھ سو ممالک نے اسرائیل کے خلاف اظہار ناراضی کیا ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ امریکا اسرائیل کے خلاف عالمی رائے کا مقابلہ کب تک کرتا ہے۔

''ہم نے چھوڑ دیا انہیں کہ وہ ایک دوسرے میں موجوں کی طرح ٹکرائیں۔
اور صور پھونکا جائے گا پھر ہم ان سب کو جمع کر لیں گے جیسے کہ جمع کیا جاتا ہے''۔

یاجوج ماجوج: علمی و تاریخی مباحث

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کے 16 جولائی 2004ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۃ الکہف کے سلسلے وار مطالعے میں ہم اس کے آخری حصے تک پہنچ چکے ہیں۔ گیارہویں رکوع میں کچھ مباحث ابھی وضاحت طلب ہیں۔ اس رکوع میں ذوالقرنین کا واقعہ بڑی تفصیل سے بیان ہوا ہے' لیکن اس کے ساتھ کچھ ضمنی مباحث بھی ہیں جن کی اہمیت تاریخی اور علمی دونوں اعتبارات سے ہے۔ قرآن مجید میں یاجوج ماجوج کا تذکرہ دو مقامات پر ہے۔ ایک یہاں سورۃ الکہف میں ضمناً آیا ہے' جبکہ 17ویں پارے میں سورۃ الانبیاء کے آخری رکوع میں اس کا باقاعدہ ذکر ایک ہی آیت میں اجمالاً کیا گیا ہے۔ احادیث میں بھی ان کا تذکرہ ملتا ہے جن کے مطابق قربِ قیامت میں جو فتنے ظاہر ہوں گے ان میں سے ایک بہت بڑا فتنہ یاجوج ماجوج کا ہوگا۔ تاہم ان کا صحیح صحیح تعین کرنا آسان نہیں۔ اُس وقت یاجوج ماجوج کون تھے' اس پر تو کافی حد تک اتفاق ہے لیکن اب جو ان کا خروج ہوگا تو یہ کون ہوں گے' اس پر اختلاف ہے۔ پھر یاجوج ماجوج کے اُس وقت کے حملوں کو روکنے کے لئے ذوالقرنین نے جو ایک بہت بڑی آہنی دیوار تعمیر کی تھی' جغرافیائی اعتبار سے اس کے محل و مقام پر بھی اختلاف ہے۔ اس ضمن میں کئی آراء ہیں۔ مزید یہ کہ آیا وہ سدّ قیامت تک قائم رہے گی جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے اور وہیں سے یاجوج ماجوج کا فتنہ پھوٹے گا' یا یہ دو الگ الگ مقامات ہیں؟ اللہ نے جو بھی اس کا ایک وقت رکھا' اس وقت تک باقی رہنے کے بعد وہ سدّ ٹوٹ گئی۔ قربِ قیامت میں یاجوج ماجوج کا ظہور اس درے سے نہیں بلکہ کہیں اور سے ہوگا اور ان کا یہ حملہ عالمی نوعیت کا ہوگا۔ وہ کسی ایک محدود مقام سے نہیں نکلیں گے بلکہ ہر طرف سے اُمڈتے ہوئے نظر آئیں گے۔ ایسے بہت سے علمی اشکالات ہیں اور اس اعتبار سے یہ قرآن مجید کا ایک بہت مشکل مقام ہے۔ آج میں ایک ایک کر کے جو بھی میرا حاصل مطالعہ ہے' وہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

یاجوج ماجوج حضرت نوحؑ کے تیسرے بیٹے حضرت یافث کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کے بارے میں اگرچہ اسرائیلی روایات میں بہت کچھ ملتا ہے۔۔۔ یعنی کہیں یہ درج ہے کہ وہ بالکل بالشت بھر کے تھے جبکہ کہیں انہیں دیوقامت ظاہر کیا گیا ہے' کہیں یہ ذکر ہے کہ وہ حضرت آدمؑ کی اولاد تو ہیں لیکن حوا سے نہیں ہیں۔۔۔ لیکن قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ان سب کی تردید ہو جاتی ہے۔ قرآن کے مطابق حضرت نوحؑ کے بعد انسان کے نام سے جو مخلوق بھی اس وقت دنیا میں آباد ہے' وہ حضرت نوحؑ کے بیٹوں ہی میں سے کسی کی اولاد ہے۔ حضرت یافث کی اولاد وسط ایشیا کے پہاڑی سلسلوں سے پرے روسی ترکستان اور چینی ترکستان کے علاقوں کاکیشیا سے شروع ہو کر مشرق بعید میں منگولیا اور اس سے آگے تک آباد تھی۔ یہ غیر متمدن' وحشی قبائل تھے اور متمدن دنیا پر حملہ کر کے وہاں قتل و غارت اور لوٹ مار کرنا ان کا شیوہ تھا۔ جب ذوالقرنین کاکیشیا کے علاقے میں پہنچے تو وہاں آباد لوگوں نے کہا کہ آپ کوئی ایک دیوار' کوئی ایک آڑ کھڑی کر دیں' اس لئے کہ یاجوج ماجوج پہاڑی دروں سے حملہ کرتے ہیں' دیوار کی تعمیر سے ان کے حملوں کا سلسلہ رک جائے گا۔ تاریخ میں ہمیں ایک سے زیادہ دیواروں کا تذکرہ ملتا ہے' جو کہ ایک ہی دور میں تقریباً آگے پیچھے تعمیر ہوئی ہیں۔ دیوارِ چین کے بارے میں تو سب جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ ''قصص القرآن'' کے مصنف جناب مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے تفصیل سے ان دیواروں کا ذکر کیا ہے جو انہی اقوام کے حملوں سے بچاؤ کے لئے تعمیر کی گئی تھیں۔ اسی دور میں وسط ایشیا میں بخارا کے قریب دربند کے مقام پر بھی ایک دیوار تعمیر کی گئی۔ اسی طرح روسی ترکستان کے علاقے داغستان میں بھی ایک دیوار ہے' جس کے بارے میں بتایا گیا کہ اس کے لوہے کے پھاٹک تھے۔ اس حوالے سے چوتھا مقام روسی علاقے داغستان سے مغرب کی طرف کاکیشیا کے پہاڑی سلسلہ سے بھی آگے واقع ہے' جہاں پر ایک سدّ تعمیر کی گئی تھی۔ یہ دیوار قرآن مجید کے ان الفاظ کے عین مطابق ہے کہ ''یہاں تک کہ اس نے دو پہاڑوں کو برابر کر دیا'' یعنی دو متوازی پہاڑوں کا راستہ بالکل روک دیا۔ دیوارِ چین کا معاملہ یہ نہیں ہے' وہ سطح کے اوپر چل رہی ہے اور اس نے پہاڑوں کو بند نہیں کیا۔ اسی طرح دوسری جن دیواروں کا ذکر ملتا ہے' ان کی بھی یہ شان نہیں ہے جو قرآن کے الفاظ سے ظاہر ہو رہی ہے۔ البتہ کاکیشیا کے پہاڑی سلسلے قفقاز اور کوہ قاف کے علاقے میں جس سدّ کا تاریخی طور پر سراغ ملا ہے' اس میں بالکل یہی کیفیت ہے اور تاریخی شواہد سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک آہنی دیوار تھی اور اس کے اندر تانبا بھی استعمال ہوا' جیسا کہ قرآن نے ذکر کیا ہے۔ اس حوالے سے قرآن مجید کی جو تصریحات ہیں' وہ ان چار دیواروں میں سے صرف اسی پر پوری اتر رہی ہیں۔ چنانچہ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے اسی سدّ کا تعین کیا ہے اور تاریخی طور پر بھی اس کے شواہد موجود ہیں۔

اس میں بعض اسرائیلی روایات کے حوالے سے ایک مغالطہ عام طور پر پھیلا ہوا ہے اور اتفاق سے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی جامع ترمذی کی ایک روایت میں بھی اس قسم کی روایت ملتی ہے' لیکن محدثین نے اس پر گفتگو کر کے ایک رائے قائم کی ہے۔ غلط فہمی یہ ہے کہ جو دیوار قائم کی گئی تھی' یاجوج ماجوج اس کے پرے ہیں اور وہ روزانہ اس کو چاٹتے ہیں' جس کے نتیجے میں شام تک وہ بالکل باریک ہو جاتی ہے۔ پھر وہ یہ کہتے ہوئے کہ باقی کام کل کریں گے' گھر چلے جاتے ہیں۔ لیکن جب اگلے روز آتے ہیں تو دیوار پھر اسی طرح مضبوط ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ جاری رہے گا' یہاں تک کہ ایک وقت آئے گا کہ جب وہ کہیں گے کہ ان شاء اللہ کل ہم اس کا باقی کام مکمل کر لیں گے اور پھر اگلے روز جب وہ آئیں گے تو وہ دیوار اسی حالت میں ہوگی جہاں پچھلی شام انہوں نے اسے چھوڑا تھا اور پھر وہ اس کو ختم

کر دیں گے۔ پھر ایک سیلاب وہاں سے ٹوٹ پڑے گا۔ اس سے مغالطہ ہوتا ہے کہ قربِ قیامت میں جو یاجوج ماجوج کا خروج ہونا ہے' اُس وقت تک وہ دیوار قائم ہے اور یہ عمل روزانہ ہو رہا ہے۔ پھر وہ دیوار ٹوٹے گی' اور وہاں سے بوچھاڑ برآمد ہو گی۔ لیکن اس پر علامہ انور شاہ کاشمیریؒ اور دوسرے علماء نے گفتگو کی ہے کہ قرآنی الفاظ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ ذوالقرنین نے جو بات کہی تھی کہ "جب میرے رب کے وعدے کا وقت آئے گا تو وہ اس کو پیوند خاک کر دے گا" اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت تو اللہ کی توفیق سے میں نے انتظام کر دیا' لیکن یہ دیوار اُس وقت تک ہی قائم ہے جب تک اللہ اسے قائم رکھے گا۔ ضروری نہیں کہ اس کا تعلق آخرت اور قیامت کے احوال سے ہو' بلکہ یہی کہا جاتا ہے کہ اب وہ دیوار منہدم ہو چکی ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ پھر حضرت ابوہریرہؓ والی روایت کی تعبیر کیا ہے' تو علامہ انور شاہ کاشمیریؒ اور دوسرے محققین کے مطابق ایک یہودی عالم کعب احبار یہ اسرائیلی روایت سنایا کرتے تھے اور اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے انہی کی ایک روایت کو نقل کر دیا' کیونکہ قرآن مجید سے اس کی ہرگز تائید نہیں ہوتی۔ قرآن کی رو سے تو وہ دیوار ایسی بنائی گئی تھی کہ نہ تو اس میں نقب لگائی جا سکتی تھی اور نہ یاجوج ماجوج اس کو پھلانگ کر آ سکتے تھے۔ ان الفاظ کی روشنی میں اس تاویل کی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ روز اس کو چاٹ چاٹ کر باریک کر دیتے ہیں' اور پھر ایک وقت آئے گا کہ وہ اس کو ختم کر دیں گے۔

اب اس میں جو سب سے زیادہ نازک بحث ہے وہ قربِ قیامت میں ان کے خروج سے متعلق ہے۔ آیت 99 کے مطابق: "ہم نے چھوڑ دیا انہیں کہ وہ ایک دوسرے میں موجوں کی طرح ٹکرائیں' اور صور پھونکا جائے گا' پھر ہم ان سب کو جمع کر لیں گے جیسے کہ جمع کیا جاتا ہے۔" اس حوالے سے سورۃ الانبیاء کی آیت 96 کے الفاظ میں زیادہ وضاحت ہے: "یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں گے یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے چلے آئیں گے۔" ان کا یہ خروج کون سا ہے؟ اب یہ کون سی اقوام ہیں؟ کہاں سے ان کا ظہور ہونا ہے؟ اس پر علمی حوالے سے بہت سی اختلافی آراء ہیں۔ جب تک صحیح طور سے اس کی کوئی عملی شکل نظر نہ آئے گی' کچھ کہنا بڑا مشکل ہے۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی رائے یہ ہے کہ لفظِ یاجوج و ماجوج کا اطلاق ان اقوام پر ہو گا جو وحشی ہیں اور متمدن زندگی سے ناآشنا ہیں۔ مثلاً جب تاتاری حملہ کرنے کے بعد شہروں میں متمکن ہو گئے اور انہوں نے متمدن زندگی اختیار کر لی' تو اب یاجوج و ماجوج کا لفظ ان کے لئے نہیں ہے۔ تاریخی طور پر بھی یہ ثابت ہے کہ تاتاریوں کو اللہ تعالیٰ نے سیدھے راستے کی توفیق دے دی تھی اور پھر انہوں نے ترکانِ عثمانی' ترکانِ سلجوقی' ترکانِ تیموری کے نام سے عظیم سلطنتیں قائم کی ہیں۔ اسی طریقے سے کچھ اقوام وہاں سے حملہ آور ہو کر یورپ میں بس گئیں' اب متمدن یورپ اصل میں انہی اقوام پر مشتمل ہے۔ جرمن اگرچہ آریائی ہیں اور ان کا معاملہ مختلف ہے لیکن دوسری اکثر اقوام خاص طور پر سکینڈے نیوین ممالک' برطانیہ اور روس کے علاقے میں آباد لوگ وہی حضرت یافث ہی کی اولاد ہیں' جو کہ ایک زمانے میں یاجوج ماجوج تھے اور اب انہوں نے متمدن شکل اختیار کر لی ہے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے سورۃ الکہف کی آیت 99 میں وارد لفظ تَرَكْنَا سے یہ نکتہ نکالا ہے کہ یاجوج ماجوج آسمانی ہدایت سے محروم رہے۔ جب دیواریں تعمیر ہو گئیں تو وہ اپنے علاقے میں مگن رہے اور آپس میں ہی ایک دوسرے سے لڑتے رہے۔ وہیں ان کی نسلیں بڑھتی رہیں۔ بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ کا مفہوم بھی انہوں نے باقی مفسرین سے الگ بیان کیا ہے۔ اکثر کی رائے یہ ہے کہ يَّمُوْجُ سے مراد ہے آپس میں ٹکرانا اور تصادم' جبکہ ان کی رائے یہ ہے کہ تصادم کے ساتھ ساتھ اس میں یہ مفہوم بھی ہے کہ موجیں ایک دوسرے کو سہارا بھی دیتی ہیں۔ جب یاجوج ماجوج متمدن زندگی سے کٹ گئے اور اپنے علاقوں میں رہ گئے تو آپس میں جنگیں بھی لڑتے رہے اور ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے پھلتے پھولتے بھی رہے۔ دونوں مفہوم اس کے اندر ہیں۔ مولانا گیلانی یہ کہتے ہیں کہ جو اقوام آسمانی ہدایت سے کٹ گئیں' اصل میں وہی فتنہ یاجوج ماجوج کی شکل میں ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ چنانچہ اپنے دور کے حوالے سے انہوں نے روس اور برطانیہ کو اس کا مصداق قرار دیا۔ یہ حضرت یافث ہی کی اولاد ہیں اور چونکہ ان کے اندر الحاد آ گیا' یہ پختہ مادہ پرستی کا شکار ہو گئے' خصوصاً یورپ میں اس وقت برطانیہ اس کا امام تھا لہٰذا انہوں نے کہا کہ یہی اصل میں وہ اقوام ہیں۔ مزید یہ کہ قرآن مجید میں یاجوج ماجوج کا ایک وصف یہ بھی بتایا گیا ہے کہ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ یعنی یہ زمین میں فساد مچاتے ہیں' تو اُس دور کے حوالے سے روس اور برطانیہ اس کا سب سے بڑا مظہر تھے۔

قربِ قیامت کے حالات کے حوالے سے احادیث میں جس سب سے بڑے فتنے کا ذکر ملتا ہے' صحیح مسلم کی ایک روایت سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ فتنہ یاجوج ماجوج ہی کا ہے۔ یہ نزولِ مسیح اور قتلِ دجال کے بعد ظاہر ہو گا۔ صحیح مسلم کی روایت کے متعلقہ حصہ کے مطابق واقعات جب یہاں تک پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح بن مریمؑ کو بھیجے گا۔ وہ جامع دمشق کے سفید شرقی مینارے کے نزدیک اس طرح اتریں گے کہ زعفرانی رنگ کی دو چادروں میں ملبوس ہوں گے اور فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھوں کا سہارا لئے ہوئے ہوں گے۔ جب وہ سر کو جھکائیں گے تو پانی سر سے ٹپکے گا' گویا موتی ٹوٹ کر گر رہے ہوں۔ یعنی کوئی شخص ابھی آسمان سے غسل کر کے اور اچھا لباس پہن کر زمین کی طرف آ رہا ہے۔ جہاں تک ان کا سانس جائے گا' کافر کی موت کا باعث ہو گا۔ احادیث کو اگر سامنے رکھا جائے تو یہاں کافر سے مراد یہود ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی بعثت یہود کی طرف ہوئی تھی اور بنی اسرائیل نے من حیث القوم ان کی رسالت کا صاف انکار کر دیا تھا۔ تو اصل میں حضرت عیسیٰؑ ان کی شامتِ اعمال بن کر نازل ہوں گے۔ یہ بھی احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ دجال بھی یہودیوں میں سے ہو گا۔ تو جہاں تک حضرت عیسیٰؑ کا سانس جائے گا' بلکہ بعض احادیث کے مطابق جہاں تک نظر کام کرے گی' یہودی ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ دجال کا پیچھا کریں گے۔ یہ شخص مسیح الدجال ہو گا جو یہ دعویٰ کرے گا کہ میں وہ مسیح ہوں جس کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ اس کا پیچھا کریں گے اور اس کو بیت المقدس کے قریب واقع بستی لدّ کے دروازے پر پائیں گے اور قتل کر دیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰؑ ان لوگوں کے پاس تشریف لائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھا ہو گا۔ ان کے غبار آلودہ چہروں کو مس کرتے ہوئے وہ انہیں جنت میں ملنے والے بلند درجات کے متعلق خوشخبری دیں گے۔ حالات یہاں تک پہنچیں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ پر وحی کرے گا کہ اب میں اپنے بندوں میں سے ایک ایسی قوم کو نکالتا ہوں' جن سے جنگ کرنے کے لئے دنیا میں کسی کے پاس طاقت نہیں ہے' لہٰذا تم میرے بندوں کو لے کر پہاڑ پر چلے جاؤ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکالے گا جو ہر بلند جگہ سے تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے۔

صحیح مسلم کی روایت سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ جس فتنہ کا ذکر سورۃ الانبیاء کی آیت 96 میں کیا گیا ہے' وہ قربِ قیامت میں رونما ہو گا اور اسے ایک دفعہ ظاہر ہونا ہے۔ احادیث میں بیان کردہ ترتیب کے مطابق یہ حضرت مسیحؑ کے نزول اور قتلِ دجال کے بعد ہو گا۔ چونکہ ہر دور میں اس کے حوالے سے لوگوں نے ایک رائے قائم کی' لہٰذا مولانا مناظر احسن گیلانی نے روس اور برطانیہ کے رہنے والوں کو یاجوج ماجوج قرار دیا۔ لیکن اب یہ بات سامنے آ رہی ہے کہ وہ اصل فتنہ ابھی آنے والا ہے۔ اس ضمن میں میں نے جتنا مطالعہ کیا ہے' اس سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے نزول کے بعد ایک معاملہ تو یہ ہو گا کہ یہودیوں کا مکمل قلع قمع ہو جائے گا۔ اب رہ گئی عیسائی دنیا جو اس وقت ایک بہت بڑی طاقت ہے اور تعداد کے اعتبار سے بھی بہت پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں حدیث کے الفاظ ہیں کہ

حضرت مسیحؑ آ کر صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ اس کے اندر ایک معنویت ہے۔ صلیب کا عقیدہ اصل میں عیسائیوں کے مشرکانہ عقیدے کی جڑ بنیاد ہے۔ صلیب کو توڑنے سے ان کے غلط' من گھڑت اور بے بنیاد عقیدے کی نفی ہو جائے گی۔ خنزیر کو قتل کرنا اس چیز کی علامت ہے کہ شریعت کے معاملے میں ان کی گمراہی کا بھی سدباب کر دیا جائے گا۔ اس کے نتیجہ میں جب خود حضرت عیسیٰؑ حضور ﷺ کے ایک امتی کے طور پر آئیں گے تو پوری عیسائی دنیا مسلم امت کا حصہ بن جائے گی۔ اس کے بعد ایک بڑی طاقت جو رہ جائے گی' جس کے بارے میں اس وقت محسوس ہو رہا ہے کہ وہ ایک بڑی طاقت بننے کی اہلیت رکھتی ہے' وہ چین ہے۔ یہ ملک جس انداز سے آگے بڑھ رہا ہے' اس کا پورا امکان ہے کہ وہ بھی اپنا ورلڈ آرڈر پوری دنیا پر مسلط کرنا چاہے گا۔ ابھی تو وہ اس کی تیاری میں ہے۔ معاشی طور پر اس نے مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ کے مصداق ہر طرف اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔ یہ بھی ملحد اور آسمانی ہدایت سے محروم قوم ہے' جس کو اللہ نے چھوڑ دیا۔ ان کے ہاں کوئی نبی وغیرہ نہیں آیا۔ ممکن ہے کہ یہ آخری چیلنج بن کر سامنے آئیں۔ شاید آخری تصادم ان کے ساتھ ہی ہو۔ اس حوالے سے جو کچھ میرا حاصل مطالعہ تھا' وہ میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا۔ باقی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

اس کے بعد اب اس پوری سورت کا نچوڑ آ رہا ہے۔ آیت 102 میں فرمایا گیا: ''کیا کافروں نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ میرے مقابلے میں' میرے ہی بندوں کو اپنا مددگار بنالیں گے۔ ہم نے ایسے کافروں کے لئے جہنم بطور نُزُلاً (ابتدائی مہمان داری کے طور پر) تیار کی ہے۔'' یہ مضمون بڑا اہم ہے' یعنی اللہ کے مقابلے میں اللہ ہی کے بندوں کو اپنا ولی اور پشت پناہ سمجھ لینا۔ ایسے مواقع پر اللہ کے حقیقی بندوں کے الفاظ بھی غور طلب ہیں۔ قرآن کی رو سے حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بندے تھے۔ عیسائیوں نے ان کو اللہ کی الوہیت میں شریک کر دیا اور سمجھا کہ یہ کفارہ بن کر اتریں ہیں تو ہمارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ یہ ہمارے لئے نجات دہندہ ثابت ہو جائیں گے۔ یہ بہت بڑی گمراہی ہے کہ اللہ کے مقابلے میں اسی کے بندے کو لا کھڑا کرنا۔ چنانچہ قرآن مجید میں قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے جہاں حضرت عیسیٰؑ سے یہ سوال بھی ہوگا: ''جب پوچھے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے کہا تھا لوگوں سے کہ مجھے اور میری ماں کو بھی الوہیت میں شریک کر لینا اللہ کے ساتھ؟'' اصل میں تو اللہ کو معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے ایسا نہیں کہا' لیکن یہ سوال اتمامِ حجت کے لئے پوچھا جائے گا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ یہی جواب دیں گے: ''اے رب تو پاک ہے' میرے لئے ہرگز ممکن نہیں تھا کہ میں حق کے سوا کوئی بات کہہ سکوں' اگر میں نے کہا ہوتا تو یقیناً تیرے علم میں ہوتا۔'' اللہ کو چھوڑ کر اللہ ہی کے کسی بندے کو رب کا مقام دے دینا شرک کی بدترین صورت ہے۔ اسی طریقے سے مشرکین عرب کا جرم بھی یہی تھا کہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دے کر ان کی پوجا کرتے تھے۔ قرآن مجید میں اللہ نے فرشتوں سے بھی باز پرس کی ہے۔ قیامت میں فرشتوں سے مخاطب ہو کر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: ''یہ میرے بندوں کو تم نے گمراہ کیا تھا یا یہ خود گمراہ ہوئے تھے؟ انہیں کس نے بہکایا تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور وہ بھی الوہیت میں شریک ہیں' اور انہیں اختیار حاصل ہے کہ یہ ہمیں بچائیں گے؟'' عباد کے مفہوم میں وسعت ہے' کیونکہ یہ لفظ اللہ نے قرآن میں ان لوگوں کے لئے بھی استعمال کیا ہے جو کہ اللہ کو ماننے والے نہیں ہیں۔ چنانچہ سورۂ بنی اسرائیل کی آیت 5 میں بخت نصر کے حملے کے حوالے سے یہ الفاظ آئے ہیں کہ: ''ہم نے تم پر اپنے ان بندوں کو مسلط کر دیا جو بڑے جنگجو تھے۔'' بخت نصر اور اس کے لشکر کے افراد اگرچہ مشرک تھے لیکن یہاں ان کے لئے بھی لفظ عباد آ رہا ہے۔

لہٰذا کسی بھی دوسری ہستی کو اللہ کے مقابلے پر لا کھڑا کرنا سب سے بڑا شرک ہے اور آج ہم نے امریکہ کے صدر کو وہ مقام دے رکھا ہے۔ ہمیں اس امر کی کوئی پرواہ نہیں کہ اللہ کے احکامات کیا ہیں' قرآن کی تعلیمات کیا ہیں' آنحضور ﷺ کے ارشادات کیا ہیں۔ بس مستند ہے امریکہ کا فرمایا ہوا۔ وہاں سے مختلف حکومتی عہدے داروں کے ذریعے وحی کا سلسلہ جاری ہے۔ کبھی براہ راست حکم آتا ہے تو کبھی کسی نمائندے کے ذریعے۔ اسی کو علامہ اقبال نے بڑے سادہ انداز میں کہا تھا ؎

بتوں سے تجھ کو امیدیں' خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی' اور کافری کیا ہے؟

یہاں بت کا صرف یہ مفہوم نہیں ہے کہ وہ پتھر سے بنا ہوا ہو' بلکہ یہ ایک علامتی لفظ ہے۔ اللہ کے سوا کسی بھی ہستی سے ایسی توقعات وابستہ کر لینا جو اللہ سے ہونی چاہئیں تھیں' ناامیدی کا مظہر ہے اور یہی اصل کافری ہے۔ یہی اس سورت کا اصل موضوع تھا' یعنی شرک فی الصفات۔ توکل اور بھروسہ اگر اللہ کے سوا مادی اور زمینی حقائق پر ہو گیا تو یہی شرک ہے۔ چنانچہ اس کی وضاحت میں قرآن مجید میں باغ والوں کا قصہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک شخص کو اللہ نے دو باغات یعنی دنیاوی وسائل سے نوازا تھا۔ اگرچہ وہ شخص اللہ کو بھی مانتا تھا اور آخرت کا بھی منکر نہیں تھا' لیکن آخر میں اس کا سارا توکل وسائل اور ذرائع پر ہو گیا تھا کہ میرا باغ تباہ نہیں ہو سکتا کیونکہ میں نے بڑا مضبوط انتظام کیا ہے۔ زمینی حقائق یہی ہیں کہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن جب وہ باغ تباہ ہوا تو اس کی زبان پر یہ الفاظ آئے کہ کاش میں نے اپنے رب کے ساتھ انہیں شریک نہ کیا ہوتا۔ سورۃ الکہف یہی شرک بتا رہی ہے۔ شرک فی الصفات دجالی دور کا سب سے بڑا شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمانی حقائق کو سمجھنے اور پھر ان کو واقعی اپنے دل میں جاگزیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(مرتب: محمد خلیق)

ہفت روزہ ''ندائے خلافت''

کا

''مسئلۂ کشمیر نمبر''

14 اگست کو یومِ آزادی کے موقع پر آ رہا ہے

زیر ادارت: سید قاسم محمود

اس خصوصی اشاعت میں جموں و کشمیر کی عمومی تاریخ کے پس منظر میں اُس بین الاقوامی تنازعے کی تاریخ' سال بہ سال اور اصل دستاویزات کے تراجم کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔ اس مسئلے کے جو حل ممکن ہو سکتے ہیں وہ بھی اکابرین کی آراء کی روشنی میں پیش کئے گئے ہیں' تاکہ دونوں پڑوسی ملکوں کے مابین کشمیر کے دیرینہ اور سنگین مسئلے پر جو مذاکرات آئندہ مہینوں میں ہونے والے ہیں' اُن میں یہ حل بھی ''ندائے خلافت'' کی وساطت سے سامنے رکھے جا سکیں۔

☆ مشتہرین اپنے اشتہارات' اور نیوز ایجنٹ حضرات اپنی فرمائشوں سے فوری طور پر رابطہ کریں۔

ہفت روزہ ندائے خلافت' 36K' ماڈل ٹاؤن' لاہور

فون: 5869501-03 E-mail:markaz@tanzeem.org

بُش حکومت کے خلاف امریکا میں بننے والی دستاویزی فلم کے بارے میں امریکا سے آنے والی تازہ رپورٹ خاص "ندائے خلافت" کے لئے

فارن ہائیٹ نائن الیون!

رعنا ہاشم خان

مشہور امریکی فلم ڈائریکٹر مائیکل مور جن کے کریڈٹ پر کئی قابلِ ذکر دستاویزی فلمیں موجود ہیں' اس وقت دنیا بھر میں اپنی متنازعہ ڈاکومینٹری "فارن ہائیٹ نائن الیون" کی وجہ سے اخبارات اور میڈیا کا موضوع بنے ہوئے ہیں۔ CANNES انٹرنیشنل فلم فیسٹیول کی جانب سے بہترین فلم کا ایوارڈ حاصل کرنے والی اس فلم کی 25 جون سے امریکہ کے ایک ہزار سینماؤں میں نمائش جاری ہے۔ اس دو گھنٹے کی فلم میں صدر بش پر اوران کے عہدِ صدارت پر انتہائی کڑی نکتہ چینی کی گئی ہے۔ مائیکل مور نے اس فلم میں جارج بش کے دہشت گردی کے خلاف اٹھائے جانے والے تمام اقدامات پر مکمل کر اعتراض کیا ہے اور ان کو اور ان کی انتظامیہ کو گیارہ ستمبر کا ذمے دار ٹھہرایا ہے۔ گو کہ اس فلم کے ڈائریکٹر مائیکل مور کو اپنی فلم میں بش انتظامیہ کی عراق پالیسی پر الزامات عائد کرنے پر تنقید کا سامنا ہے لیکن تمام بڑے اخبارات اور امریکی عوام نے اسے ایک مکمل فیچر فلم قرار دیا ہے۔ شکاگو سن ٹائمز' نیویارک ٹائمز' شکاگو ٹریبیون' بوسٹن گلوب اور یو۔ ایس۔ اے ٹوڈے جیسے نامور اخبارات نے اس فلم کو قابلِ دید قرار دیتے ہوئے "اے گریڈ" سے نوازا ہے اور مائیکل مور کا اپنی فلم کے بارے میں کہا گیا دقائی جملہ کہ "اس فلم میں وہ کچھ ہے جس سے لوگ واقف نہیں" بار بار اپنے اخبارات میں دہرایا ہے۔ مجموعی طور پر اثرانگیز قرار دی جانے والی اس فلم کو تھیٹرز میں ایسے لوگوں نے بھی جاکر دیکھا ہے جو فلم بینی سے قطعاً شغف نہیں رکھتے' جس کی سب سے بڑی وجہ مائیکل مور کی جانب سے اس فلم میں وہ سب کچھ پیش کرنے کی کوشش ہے جس سے عام لوگ واقف نہیں۔ مثلاً اس فلم میں جنگ سے پہلے کے عراق کو انتہائی پر امن دکھایا گیا ہے کہ بچے پتنگ بازی کر رہے ہیں' کہیں کوئی بچہ بال کٹوا رہا ہے' کہیں شادی ہوتی دکھائی گئی ہے اور کہیں لوگوں کو ہنستے مسکراتے دکھا کر ڈائریکٹر نے امریکی عوام کو اس حقیقت سے آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ ہنستے مسکراتے اور ایک نارمل زندگی گزارتے ہوئے لوگ ہمارے ہی جیسے انسان تھے لیکن انہیں ہمارے گرائے ہوئے بم اور ہماری حکومت کی غلط پالیسیوں کے لگائے زخم چاٹ گئے۔ مائیکل مور کا کہنا ہے کہ ہمیں عراق کی عام زندگی کے بارے میں صفر کے برابر معلومات تھیں لیکن میری یہ فلم امریکی عوام کو بتائے گی کہ ہم نے معصوم عراقیوں پر بار بار ظالمانہ طریقے سے بمباری کی۔ میں اپنے ملک کے باسیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ عراقی شہری بھی انسان ہیں اور ایک انسان ہونے کے ناطے بصورت جنگ بھی ہمیں ان کو انسانیت کے درجے سے نیچے نہیں گرانا چاہئے۔

فلم کے ایک سین میں 1983ء میں صدام حسین کو رمز فیلڈ کے ساتھ گرم جوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اس سین میں مائیکل مور نے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ کبھی صدام حسین ہمارا بہت اچھا دوست اور اتحادی تھا۔ اس وقت صدام حسین کو ایرانی فوج کی نقل و حرکت کی سیٹلائیٹ تصویریں ہم ہی نے مہیا کر کے ایرانی فوج کے خلاف زہریلی گیس استعمال کرنے پر اکسایا اور بطورِ امریکی امداد اس وقت کے صدام کو تقریباً 4 بلین امریکی ڈالر بھی عنایت کیئے۔ مائیکل مور کا کہنا ہے کہ میری فلم میں جو مواد ہے وہ آپ کو خبروں میں نہیں ملے گا۔ اس میں وہ کچھ ہے' جس کے بارے میں ہمارے عوام قطعاً نا آشنا ہیں۔ میں عوام کو بتانا چاہتا ہوں کہ صدام حسین اور اسامہ بن لادن جیسے لوگ خود نہیں وجود میں آ جایا کرتے بلکہ ہم امریکی ایسے لوگوں کو بنایا کرتے ہیں۔ اس فلم میں مائیکل مور نے انتہائی بیباکی سے جارج بش کی پالیسی کو بے نقاب کیا ہے اور امریکی عوام کو ان کے صدر اور نمایاں سعودی خاندانوں اور بن لادن کے ساتھ دیرپا تعلقات سے آگاہ کیا ہے۔ مائیکل مور نے اس فلم میں تصویر کا وہ رخ پیش کیا ہے جس پر میڈیا پردہ ڈالے رکھتا ہے۔ اپنی ذات میں مگن امریکی قوم کو یہ فلم بش کی عراق پالیسی کے بارے میں صحیح صورتحال سے واقف ہو جانے کے بعد بے اطمینانی اور بش پر سے رہا سہا اعتماد اٹھ جانے کا باعث بننے کے علاوہ امریکہ میں جلد ہی ہونے والے صدارتی انتخابات میں جارج بش کے مخالف امیدوار جان کیری کی مقبولیت میں اضافے کا سبب بھی ثابت ہوگی۔ اس فلم میں مائیکل مور نے جہاں عراقی خواتین کو ان کے گھروں کی تباہی پر امریکہ کو کوستے دکھایا ہے' وہیں ایک امریکی فوجی کے میدانِ جنگ میں مر جانے پر اسکی ماں کو وھائٹ ہاؤس کے سامنے بین کرتے دکھا کر یہ حقیقت بیان کی ہے کہ ہمارا دشمن کوئی اور نہیں بلکہ وہائٹ ہاؤس ہی ہے۔ یہ ایک نہایت جذباتی منظر ہے' جس میں وہ وہائٹ ہاؤس کے سامنے اپنے درد اور غصے کا اظہار کر رہی ہے۔ اور یہی اس فلم کے ذریعے دیا گیا اصل پیغام ہے کہ بش کو اب وہائٹ ہاؤس سے باہر نکالا جائے۔

فلم کا ایک دلچسپ سین کچھ یوں ہے کہ ڈائریکٹر مائیکل مور وہائٹ ہاؤس کے سامنے کھڑے ہوکر وہاں سے گزرتے ہوئے سینیٹرز کو دعوت دے رہے ہیں کہ اپنے بچوں کو امریکی فوج میں بھرتی کروا کر عراق بھیجئے۔ عراق کے جنگی علاقے میں متعین امریکی فوجیوں کے بارے میں مثبت تاثرات کو دور کیا گیا ہے اور سپاہیوں کو یہ کہتے دکھایا گیا ہے کہ ہم یہ سب نہیں کرنا چاہتے ہمیں گھر واپس بھیجا جائے۔ کئی بڑی گدھ نما کمپنیوں کے باقاعدہ نام لے کر یہ بتایا گیا ہے کہ ہمارے بچے عراقی صحراؤں میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو رہے ہیں اور ان کمپنیوں کے لئے یہ جنگ بزنس اور پروفٹ دینے کا ذریعہ بن رہی ہے۔ پوری فلم میں جارج بش اینڈ گینگ کے جرائم پر پڑے پردے سرکائے گئے ہیں اور امریکی عوام کو جتایا گیا ہے کہ یہ ایک جھوٹ کے سوا کچھ نہیں جو بدنصیبی سے امریکی حکومت خود سے ہمیشہ سے بولتی چلی آئی ہے کہ ہماری افواج ہماری آزادی کی جنگ لڑ رہی ہیں جبکہ دراصل امریکہ اپنی فوج کو صرف دنیا بھر میں اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے لئے بروئے کار لا رہا ہے۔ نہ کہ ملک کے اندر یا باہر کسی بھی قسم کی آزادی کی حفاظت کے لئے! مور نے اپنی فلم کا اختتام اس سوال پر کیا ہے کہ امریکی فوج میں بھرتی ہونے والے امریکہ کے سفید پوش یا غریب گھرانوں کے نوجوان جب ملٹری کے لئے سائن اپ کرتے ہیں تو ان کو یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ انہیں کسی نقصان سے دوچار نہیں ہونے دیا جائے گا' جب تک کے اشد ضروری نہ ہو جائے لیکن کیا جنگِ عراق برپا کرنے کے بعد اب امریکی نوجوان ہم پر بھروسہ کر سکیں گے؟ مجموعی طور پر یہ فلم جس کا نام مشہور ناول فارن ہائیٹ 450 یعنی درجۂ حرارت 450 کے نام پر فارن ہائیٹ نائن الیون اس لئے رکھا گیا کہ گیارہ ستمبر کے درجۂ حرارت میں انسانیت' ہمدردی اور آزادی سب بھسم ہوکر رہ گئے ہیں اس امریکی خواب پر کاری ضرب ہے جس کے تحت امریکہ دنیا بھر میں صرف اپنی اجارہ داری کا خواہاں ہے۔

آیئے ہم بھی ایک کمیشن قائم کریں کہ جب ہم اللہ اور رسولؐ کو ماننے والے ہیں اور تعداد میں ایک چوتھائی دنیا کے مالک ہیں' اور ہماری زمینیں سونا اُگل رہی ہیں' تو پھر ہم ذلیل وخوار کیوں ہیں؟ ہم ہاتھ بھی جوڑتے ہیں اور مار بھی کھاتے ہیں۔ آخر کیوں؟

نائن الیون اور ہم

ایوب بیگ مرزا

آج سے اڑھائی سال پہلے 2001ء میں ہونے والا نائن الیون امریکہ اور باقی دنیا کے لئے پہلا نائن الیون تھا جبکہ پاکستان کے لئے یہ دوسرا نائن الیون تھا۔ دونوں کا تعلق پاکستان کی آزادی سے تھا' پہلے نائن الیون میں پاکستان کی آزادی کا معمار پاکستان حوالے کر کے زمین تلے دفن ہو گیا اور دوسرے نائن الیون میں پاکستان کی آزادی ٹوئن ٹاور کے ملبہ میں دب کر سسک رہی ہے بلکہ یہ بھی کہہ دیا جائے کہ دم توڑ چکی ہے' تو بھی مبالغہ نہ ہوگا۔ نائن الیون کے لئے قائم کردہ تحقیقاتی کمشن کی رپورٹ مکمل ہو چکی ہے' اگرچہ سرکاری طور پر یہ رپورٹ ابھی منظر عام پر نہیں لائی گئی' البتہ اس کے بعض حصے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے دنیا کے سامنے لائے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں امریکہ اور یورپ میں ایک فلم ''فارن ہائیٹ نائن الیون'' کے نام سے بنائی گئی ہے جس میں نائن الیون کے حادثہ کو موضوع بنایا گیا ہے۔ تحقیقاتی کمشن کی رپورٹ کے جو حصے سامنے آئے ہیں اور اس فلم کی جو تفصیلات معلوم ہوئی ہیں ان میں چند چیزیں مشترک ہیں' ایک یہ کہ دونوں نے صدر جارج بش پر تنقید کی ہے' دونوں میں انٹیلی جنس کی ناکامی پر تنقید کی گئی ہے۔ عراق پر حملے کے فیصلے پر بھی اس حوالہ سے تنقید کی گئی ہے کہ اس سے دہشت گردی کے خلاف جنگ کی کارکردگی متاثر ہوئی اور امریکی انتظامیہ کی توجہ ہٹ گئی' جس سے دہشت گردوں نے فائدہ اٹھایا۔ تحقیقاتی کمشن اور فارن ہائیٹ نے جن معاملات میں اختلاف کیا ان میں ایک یہ تھا کہ کمشن نے ایران کو ملوث کرنے کی کوشش کی ہے اور فلم نے سعودی عرب کو ملوث کیا ہے۔ کمشن نے صدر مشرف کے کردار کی تعریف کی ہے اور امریکی انتظامیہ کو ان کی پشت پناہی کا درس دیا ہے' البتہ پاکستان کے لئے کرنے کے کاموں کی طویل فہرست ہے جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔ امریکہ میں صدارتی انتخابات کیونکہ قریب ہیں' لہٰذا یہ فلم اور تحقیقاتی کمشن کی رپورٹ دونوں صدر بش کے لئے نقصان دہ اور ان کے مخالف امیدوار جان کیری کے لئے فائدہ مند ثابت ہوں گی۔

اس رپورٹ اور فلم دونوں میں اس بات کا کوئی ذکر نہیں کہ کن ممالک' کن اقوام اور کس تہذیب نے اس سانحہ سے کیا فائدہ اٹھایا ہے؟ حالانکہ کسی بھی معاملے پر قائم ہونے والا تحقیقاتی کمشن اس پہلو پر لازماً غور کرتا ہے کہ جس واقعہ کی تحقیقات کی جا رہی ہے اس کے ثمرات کس کو حاصل ہوئے اور کون نقصان میں رہا۔ اس نکتہ پر غور کرنے سے تحقیقاتی کمشن کو اصل مجرموں تک پہنچنے میں بڑی سہولت ملتی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اس سانحہ کو بنیاد بنا کر افغانستان اور عراق امریکی افواج کے پاؤں تلے روندے گئے اور عراق اور افغانستان کے اڑوس پڑوس میں امریکی چھاؤنیاں بھی قائم کر لی گئیں (یاد رہے کویت میں دنیا کی سب سے بڑی امریکی افواج کے لئے چھاؤنی زیر تعمیر ہے) اور ان کے ہوائی اڈوں پر امریکہ نے ظاہراً عارضی طور پر سہولتیں بھی حاصل کیں۔ عراق کی اُس سرزمین پر قبضہ ہوا جو سیال سونا اگلنے میں دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے۔ افغانستان پر قبضہ کی وجہ سے امریکہ چین اور روس دونوں کے سر پر سوار ہو گیا اور وسطی ایشیا کے ان ممالک کا ہمسایہ بن گیا جو معدنی وسائل سے مالا مال ہیں۔ اسی طرح اسرائیل کے لئے مشرق وسطیٰ میں واحد کانٹا یعنی اسرائیل دشمن عراق اب اسرائیل کے رحم وکرم پر ہو گیا' اگرچہ نتائج کے اعتبار سے عراق میں ایک نئی مصیبت کھڑی ہو گئی ہے ورنہ حکمت عملی یہ تھی کہ اسرائیل کو روس کے مہنگے تیل سے نجات ملے گی اور عراق سے اسرائیل کو براہ راست تیل کی سپلائی شروع ہو جائے گی اور سیاسی لحاظ سے گریٹر اسرائیل کے قیام کی راہ ہموار ہو جائے گی۔

غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ آج دنیا کی سپریم قوت بنا ہے اور نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعے اگر اپنی عالمی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے' تو اس خواہش کی کچھ وجوہات ہیں اور کچھ بنیادیں موجود ہیں۔ افغانستان اور عراق کی اینٹ سے اینٹ بجاتے وقت اور وہاں مہلک ترین اسلحہ استعمال کرتے ہوئے انسانی خون کی ندیاں بہانے پر کم از کم امریکی عوام اور اپوزیشن کی طرف سے احتجاج اور ردعمل دیکھنے میں نہیں آیا۔ یہ احتجاج یا مخالفانہ ردعمل موجودہ امریکی انتظامیہ کے خلاف کب شروع ہوا جب عراق سے غیر متوقع مزاحمت سامنے آئی اور خودکش حملوں کی وجہ سے امریکیوں کے تابوت امریکہ پہنچنے لگے۔ آپ تحقیقاتی کمشن کی رپورٹ اور فلم کے مضمون کو دیکھیں' آپ کو بش کی زبردست مخالفت نظر آئے گی' لیکن اسی بش کے پروگرام کو آگے بڑھانے کی تلقین اور نصیحت کی جائے گی۔ مخالفت اور احتجاج کا رخ بش کی طرف پھیر دو' البتہ اب ایران اور سعودی عرب کو ملوث کر کے اور امریکی مفادات کے لئے طے شدہ پالیسی کے مطابق اسی لائن پر چلتے ہوئے مزید آگے بڑھو۔ شخصیات آنی جانی ہیں اصل مقصد ہدف کے حصول کا ہے۔ برائی اور غلطیاں کسی شخص کے سر منڈھ دو اور امریکی اور اسرائیلی مفادات کا حصول تیز تر کر دو۔ عراق کی تباہی دکھا کر ایران کو سیدھا کر دو اور اسے امریکی مفادات کے راستے میں حائل ہونے کے نتائج سے آگاہ کر دو۔ سعودی حکومت کو بتلا دو کہ امریکی شکنجہ سے نکلنے کی کوشش تباہ کن ثابت ہوگی۔ پاکستان کے صدر مشرف کی خوب تعریفیں کرو اور اس کی پشت پر تھپکی دو اور ساتھ ہی اسے یہ بتا دو کہ تم اگرچہ ہمارے دوست ہو' لیکن تمہارا پاکستان ابھی تک دہشت گردوں اور اسلامی انتہاپسندوں کی پناہ گاہ ہے۔ افغانستان میں اتحادی افواج پر حملے تمہارے قبائلی علاقوں سے ہو رہے ہیں وہاں جنگ کی آگ بھڑکاؤ اور اسے مزید تیز کرو۔ صدر مشرف تم اگرچہ ہمارے ہو لیکن تمہاری حکومت میں اسلامی دہشت گردوں کے حامی ابھی بھی موجود ہیں۔ پاکستان کو ان کا صفایا کرنا ہوگا۔ کراچی اور کوئٹہ کو نائن الیون کے ہائی جیکروں کی گزرگاہ بتا کر خطرناک علاقے قرار دیئے گئے ہیں۔ ایٹمی پھیلاؤ کے حوالہ سے بھی تم ایک بڑے مجرم ہو جس کے خلاف کارروائی ہم نے ملتوی کی ہوئی ہے۔ ہمیں یہ غم بھی کھائے جا رہا ہے کہ تمہارے ایٹمی اثاثہ جات کسی وقت اسلامی دہشت گردوں کے ہاتھ لگ سکتے ہیں۔ صدر مشرف تم ہمارے دوست ہو' لیکن یاد رکھو! جمہوریت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور پاکستان ابھی جمہوریت سے محروم ہے اور ایمان کی اس چبھن سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہمارا ایک ہی مطالبہ ہے اور کرو' مزید کرو اور مزید کرو۔

تحقیقاتی کمشن نے انٹیلی جنس کی ناکامی کا ذکر کیا ہے لیکن اس مسئلہ کو نہیں چھیڑا کہ بعض واضح اشارات اور دوسرے ممالک کے انتباہ کے باوجود انٹیلی جنس کے ہاتھ

پاؤں کس نے باندھ دیئے تھے۔ ہائی جیکرز امریکی ہوائی کمپنیوں میں تربیت حاصل کرتے رہے' کسی نے کبھی ان سے کچھ نہ پوچھا۔ دوران کارروائی انہیں زمینی ہدایات کیسے حاصل ہوتی رہیں۔ ٹوئن ٹاورز کی طرف جہازوں کا رخ موڑنے کے بعد وہ پینتیس منٹ سفر کرتے رہے امریکی فضائی نظام کیوں معطل رہا اور جہازوں کو گھیر کر اتارنے کی کوشش کیوں نہ کی گئی یا انہیں کیوں نہ مار گرایا گیا۔ علاوہ ازیں ٹوئن ٹاورز کے زمین بوس ہونے کا انداز بالکل وہی تھا جس طرح امریکہ میں خطرناک پرانی عمارات کو بنیادوں میں دھماکہ خیز مواد رکھ کر گرایا جاتا ہے۔ پینٹا گون کی جس دیوار کو جہاز ٹکرایا تھا اس میں ہونے والا سوراخ جہاز کے اگلے حصہ کے سائز سے چھوٹا تھا پھر جہاز اندر کیسے جا گرا۔ اس وقت اس میں کتنی نفری ہوتی ہے وغیرہ۔ کوئی امریکی سراغ رساں ایجنسی ان خطوط پر سوچنے اور بات کرنے کو تیار نہیں کیونکہ کھرا اپنے لوگوں کی طرف لوٹ کر آتا ہے۔

تحقیقاتی کمشن کے سامنے گواہی دیتے ہوئے کونڈا لیزا رائس نے صاف صاف کہا ہے کہ ہم پاکستان کے ساتھ سٹیک اینڈ کیرٹ کی حکمت عملی اپنائے رہے۔

بہر حال اب ہمارے لئے اصل سوال یہ ہے کہ اگر غیرت کی کوئی رتی ابھی باقی ہے اور از سر نو آزاد ہونے کی خواہش رکھتے ہیں' تو پھر ان امریکی مطالبات کے آگے کسی طرح کوئی بند باندھنا ہوگا جو شیطان کی آنت کی مانند بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ عراقی عوام کی غیر متوقع مزاحمت اور ابوغریب جیل کے واقعات کا سامنے آنا اس کے لئے سیاسی اور اخلاقی سطح پر بہت بڑا دھچکا ثابت ہوا ہے۔ علاوہ ازیں یورپ کے عوام نے بڑے بڑے مظاہروں کے ذریعے جس طرح امریکی عوام کی مذمت کی ہے اب اس کے لئے فوری طور پر کسی ملک کو یہ دھمکی دینا آسان نہیں رہا کہ وہ اسے پتھر اور دھات کے زمانے میں پہنچا دے گا۔ اور اس سے کم تر دشمنی کا مظاہرہ اب بھی وہ کر رہا ہے' وہ ہمارے ازلی دشمن بھارت کو میزائل شکن نظام دے رہا ہے۔ نان نیٹو اتحادی ہمیں قرار دیتا ہے اور امریکہ میں ہونے والی کثیر القومی فضائی مشقوں میں بھارت کو شرکت کی دعوت دیتا ہے۔ آرمیٹج ہمارے گھر آ کر کہتے ہیں کہ دراندازی کے تربیتی کیمپ ہم نے بند نہیں کئے۔ کچھ قرضے ری شیڈول کر دینا اور کچھ معاف کر دینا یہ آزادی اتنی ارزاں شے نہیں کہ اسے چند ٹکوں کے عوض یوں نیلام کر دیں۔ یا ان قبائلیوں کے خون سے پاک سرزمین کو رنگین کر دیں جن کی پاکستانیت ہمیشہ شک وشبہ سے بالاتر رہی۔ اگرچہ امریکہ سے خواہ مخواہ تصادم مول لینے کا مشورہ کوئی ذی عقل نہیں دے سکتا' لیکن افغانستان ہو یا عراق یا کوئی اور مسلم ملک ہو' ہمیں امریکہ سے تعاون کرنے سے معذرت کر لینی چاہئے۔ ہمیں اپنے ہوائی اڈے امریکی فوجیوں سے واگزار کرا لینے چاہئیں۔ افغانستان میں کارروائیاں کرنے کے لئے لاجسٹک سپورٹ سے بھی انکار ہونا چاہئے' جب خود امریکی کہتے ہیں کہ ہماری دشمنی سے ہماری دوستی زیادہ بری ہے تو ہم ان کی دوستی پر تکیہ کیوں کریں۔ آخر میں ہم صدر مشرف کی خدمت میں عرض کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ امریکی روایت یہ ہے کہ وہ جب کسی سے اپنا کام نکال لے تو پھر اس کا کانٹا نکال دینا بھی اپنے مفاد میں سمجھتا ہے۔ اور امریکی اپنے مفاد کے لئے سب کچھ کر گزرتے ہیں۔ آیئے ہم بھی ایک کمشن قائم کریں کہ جب ہم اللہ اور رسول کو ماننے والے ہیں اور تعداد میں ایک چوتھائی دنیا کے مالک ہیں' ہماری زمینیں سونا اگل رہی ہیں تو پھر ذلیل وخوار کیوں ہیں؟ ہاتھ بھی جوڑتے ہیں اور مار بھی کھاتے ہیں آخر کیوں؟

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کے

رجوع الی القرآن کورس

میں داخلے کے لئے طالبانِ قرآن سے درخواستیں مطلوب ہیں:

☆ واضح رہے کہ یہ کورس بنیادی طور پر گریجوایٹس اور پوسٹ گریجوایٹس کے لئے ترتیب دیا گیا ہے۔ پیش نظر یہ ہے کہ وہ حضرات جو کم از کم گریجوایشن کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' انہیں اس کورس کے ذریعے ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے ـــــ تاہم بعض استثنائی صورتوں میں ایف اے کی بنیاد پر بھی اس کورس میں داخلہ لیا جا سکتا ہے۔

☆ کورس کا آغاز ان شاء اللہ یکم ستمبر سے ہوگا اور کورس کا دورانیہ نو ماہ ہوگا۔

کورس کا تفصیلی پراسپکٹس جس میں داخلے سے متعلق ضروری معلومات کے علاوہ کورس میں شامل مضامین کی تفصیل' طریق تدریس اور نظام الاوقات کی وضاحت بھی شامل ہے' درج ذیل پتے سے حاصل کریں:

ناظم برائے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور (فون:03-5869501) courses@tanzeem.org

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ادارہ

ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ'

ایکسرے' ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹرا ساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ / ہیپاٹائٹس بی اور سی ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 1500 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

النصر لیب :950۔ بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون:5163924-5162185 موبائل:0300-8400944

E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی مرحوم ومغفور ہمارے ملک کے ایک عظیم مفکر، دانشور، صوفی اور درویش منش شخص تھے۔ آپ کے قلم سے ٹپکنے والا ہر لفظ آپ کے خونِ جگر سے کشید کیا ہوا ہوتا اور پڑھنے والے کے لوحِ دل پر گہرائی میں ثبت ہوتا چلا جاتا۔ ''ہماری موجودہ صحافت'' یہاں اُن کی تحریر قندِ مکرر کے طور پر ہدیۂ قارئین ہے۔

ہمارصحافت اور شکوۂ ارباب وفا

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی

❀ واقعہ یہ ہے کہ صحافت آج کے دور میں محض لکھت پڑھت کا نام نہیں رہا بلکہ یہ قصر و ایوان سے لے کر خاک افتادگان تک کی سیاسی وسماجی ضرورت بن چکی ہے۔ اس لئے اس کے اثرات ہمہ گیر بھی ہیں اور دوررس بھی! اور اسی باعث اس شعبے کی ذمہ داریاں بھی بہت بڑھ گئی ہیں۔ لاکھوں مربع مل پر پھیلی ہوئی دنیا اور اربوں انسانوں پر مشتمل آبادی نے جب سے خود کو ''گلوبل ویلج'' میں تبدیل کیا ہے اسی لمحے سے ابلاغ اور اس کے ذرائع کو بے حد اہمیت حاصل ہوگئی ہے، اب یہ ممکن نہیں رہا کہ کوئی ''مغل اعظم'' کسی ''انارکلی'' کو دیوار میں چنوا دے اور کسی کو خبر تک نہ ہو، اور یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ کوئی تخت نشین ایک شاہی فرمان کے ذریعے اپنے پالنا جھولتے نورچشم کو اپنا وارث سلطنت اور جانشین نامزد کردے اور رعایا پر اس کی اطاعت واجب اور شیرخوار بچے کا حق حکمرانی ثابت ہو جائے۔ یہ صحافت کا بہت بڑا کنٹری بیوشن ہے کہ اس نے رائے عامہ کی آنکھوں سے پٹی اتاری اور کانوں سے کاگ نکال دیئے ہیں۔ اب رائے عامہ کو رات کے اندھیرے میں چکنے سیاہ پتھر پر رینگنے والی چیونٹی نظر بھی آجاتی ہے اور اس کی آہٹ بھی سنائی دیتی ہے، اگلے وقتوں میں تو ہاتھی کسی کو روند کر چلا جاتا تھا نہ کوئی اس کی چنگھاڑ سن پاتا اور نہ اس کی لتاڑ دیکھ پاتا تھا۔

آج صحافت لوگوں کی بصارت اور سماعت کا مترادف بن چکی ہے، ہماری جمہوری مملکت کے تین ستون جس زبوں حالی کا شکار ہیں، اہل دانش وبصیرت اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ چوتھے ستون یعنی صحافت کی بدحالی کے اسباب بھی وہی ہیں جنہوں نے انتظامیہ کو کام چور اور بدعنوان، مقننہ کو بازیچۂ اطفال اور میوزیکل چیئر اور عدلیہ کو زیربار اور روبہ زوال کر رکھا ہے۔

صحافت پہلے تین ستونوں کی کمزوری سے پیدا ہونے والی صورت حال کا تنہا کیسے مقابلہ کرسکتی ہے، تاہم گناہوں کے سمندر میں، نیکیوں کے جزیرے ہر دور میں پائے جاتے اور ہر شعبے میں موجود ہوتے ہیں، سنجیدہ صحافت آج بھی خون جگر سے مثبت اقدار اور حیات بخش پیغام کے بوٹے پال رہی ہے، اور باکردار صحافی آج بھی ضمیر کا علم تھامے فراعنۂ عصر کے سامنے کلمۂ حق کہنے میں مصروف ہیں، قلم کی حرمت کے لئے سر قلم کرانے کی مثالیں ابھی باقی ہیں، باضمیر صحافی سچ اور پورے سچ کی خاطر اپنی ترقیوں اور ملازمتوں کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں، جری اور بے باک مالکان جرائد حکومت سے اشتہارات کی بندش اور ڈیکلریشن کی منسوخی تک کے خطرات مول لے لیتے ہیں، اسی طرح جرات مند اور پیشہ وارانہ امانت کے حامل رپورٹر بھی صحیح خبریں لانے کے لئے جنگ زدہ علاقوں میں بے خوف و خطر گھس جاتے ہیں جان سے جانے یا زخم کھانے کو خاطر میں نہیں لاتے، محکمانہ بدعنوانیوں اور اخلاقی سکینڈلوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش میں خاموشی سے ''حادثے'' کا شکار ہوجانے کی پروا بھی نہیں کرتے۔

لیکن صحافتی تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے کاش وہ بھی رخ زیبا ہوتا اس وقت ہمارا معاشرتی نظام اور ہمارا سیاسی استحکام جس گرداب بلا میں ہے سب سے زیادہ اس کا اندازہ اہل خبر ونظر یعنی ارباب صحافت کو ہے اور ہونا چاہئے، لیکن کیا ہمارا مجموعی صحافتی کردار اپنی معاشرتی وسیاسی تنظیم کو اس بھنور سے نکالنے کے لئے ادا ہو رہا ہے یا دو چار اور غوطے دینے میں لگا ہوا ہے؟

ہمارے خیال میں جس شخص کو پہلی بار کوئی خبر یا اطلاع دینے کی سوجھی ہوگی اس کے سامنے ایک مشنری سوچ ہوگی مگر جب سے صحافت نے ترقی پاکر خود کو انڈسٹری کی سطح پر پہنچایا یوں معلوم ہوتا ہے کہ ترجیحات بالکل الٹ کر رہ گئی ہیں۔

ماضی قریب میں صحافت کے حوالے سے کتنے عظیم الشان اور لائق احترام نام ہیں، جب بھی لب پر آتے ہیں بے اختیار سر تعظیم کو جھک جاتے ہیں، جمال الدین افغانی ''العروۃ الوثقیٰ'' کے مدیر، ان کا پرچہ کیا تھا، ایک شعلۂ جوالہ تھا۔

سرسید احمد خانؒ نے ''تہذیب الاخلاق'' کے ذریعے نسل نو کی ذہنی نشوونما کا کام لیا، محض تفریح طبع ان کا مقصد نہیں تھا۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ کا ''الہلال'' اور ''البلاغ'' صور اسرافیل کی طرح برصغیر ہند میں گونجا، مولانا ظفر علی خانؒ کا ''زمیندار'' محض صحافتی وسیاسی مجلہ نہیں ایک للکار اور ایک پکار تھا، مولانا محمد علی جوہرؒ کا ''ہمدرد'' جہاں گرد اور زرد پرچہ نہیں تھا بلکہ صحیح معنوں میں قوم کا درد بانٹتا تھا، لیکن یہ سب لوگ اس مشن میں فاقے سے لے کر کال کوٹھڑی تک پہنچے مگر اب اس راستے میں کوئی فاقہ نہیں آتا اور کال کوٹھڑی کی جگہ طویل وعریض کوٹھی میسر آجاتی ہے۔

ایک زمانہ تھا اور وہ بہت زیادہ دور کا بھی نہیں، جب کوئی مالک اور مدیر کسی عورت کے اغوا کی خبر چھاپنا جرم سمجھتا تھا، اب یہی خبریں اخبارات دو تہائی اور انتہائی اہم حصوں پر غالب ہوتی ہیں خبر کی آڑ میں پوری منظرکشی اور الفاظ کے پردے میں کامل ہیجان انگیزی اس پر مستزاد! آخر یہ انقلاب معکوس کیوں کر برپا ہوا؟ بعض صحافتی سیانے یہ کہتے ہیں کہ جب سے ''پروفیشنل جرنلزم'' کی اصطلاح وضع ہوئی ہے تب سے صحافت ایک پیشہ بن گئی ہے، اور پیشے میں پیسے کو دیکھا جاتا ہے کسی بات کے ایسے ویسے ہونے کا خیال نہیں کیا جاتا، خبر بس خبر ہے، اگر چٹ پٹی ہے تو اسے ہر حال میں شائع ہونا چاہئے، خواہ کسی کے آئینہ عزت میں بال آئے یا کسی کے دل پاک باز میں ملال اترے۔

اس سوال کا جواب غالباً یہی ہوگا اور دیا جاتا ہے کہ ہم کیا کریں۔ قارئین جو پڑھنا اور دیکھنا چاہتے ہیں ہم تو دراصل ان کی رائے کا عکس اور پسند کا مظہر ہیں، اور زیڈ اے سلہری جیسے بزرگ صحافی تک یہ کہتے ہوئے پھسل جاتے ہیں کہ ''اخبارات کے لئے کوئی ضابطہ اخلاق ہونا چاہئے اور نہ کوئی قدغن، سرکولیشن ہی معیار کی ضمانت ہے'' اگر واحد معیار یہی ہے تو کل کو ہیروئن فروش بھی کہہ سکتے ہیں کہ عوام کی ڈیمانڈ نہ ہو تو ہمیں ہیروئن بیچنے کی کیا پڑی ہے؟ اتنی قدغنوں، بندشوں اور سزاؤں کے باوجود روز بروز یورپ ہو یا ایشیا نشے کی ڈیمانڈ بڑھ رہی ہے، تو کیا اس پیشے کو جواز عطا کیا جاسکتا ہے؟

ظاہر ہے کوئی بھی معقول اور ہوش مند آدمی اس کی حمایت نہیں کرسکتا، عوام کی ڈیمانڈ واحد معیار اور معیار کی

ضمانت نہیں بلکہ یہ صحافت کا فرض ہے کہ وہ اپنے قارئین کا مذاق سنجیدہ اور مزاج پاکیزہ بنائے' ورنہ جو چیز بازار میں دستیاب ہوگی لوگ وہی لیں گے' اس لئے کہ اونچائی چڑھنے کے لئے زور لگتا ہے' نیچے لڑھکنے کے لئے صرف ہاتھ پاؤں ڈھیلے کرنے پڑتے ہیں۔ باقی سارا کام کشش ثقل خود کر لیتی ہے' اسی طرح اخلاقی تربیت میں زور لگتا ہے' بگاڑنے میں کوئی سخت کوشی نہیں صرف چشم پوشی درکار ہوتی ہے' باقی مراحل انسان کی حیوانی جبلت خود طے کرا دیتی ہے' تمام علمائے مذہب اور نفسیات اس پر متفق ہیں۔

بعض اوقات پورے کا پورا رنگین صفحہ کسی نوخیز ایکٹریس کی تصویر کے لئے وقف ہوتا ہے' کسی بڑے سے بڑے سائنس دان اور مخلص سیاستدان اور ماہر تعلیم کے نصیبوں میں کبھی اس طرح پورا صفحہ نہیں آتا' آخر یہ طرز صحافت کس کی ڈیمانڈ ہے؟ اور کون سی قومی ضرورت کا حصہ؟ اگر رفتار یہی رہی اور لوگوں کا مزاج اسی طرح بگڑتا رہا تو کل کو ''پیپر جرنلزم'' کی جگہ صرف ''ویڈیو جرنلزم'' رہ جائے گی اس لئے کہ اخبار پڑھنے کو کوئی قاری نہیں بچے گا۔ صرف تصویر دیکھنے والے ناظرین رہ جائیں گے۔ اس کے اثرات اب آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں کہ نسل نو کے لئے خالد بن ولیدؓ' محمد بن قاسمؒ' طارق ابن زیادؒ' صلاح الدین ایوبیؒ' نورالدین زنگیؒ' سراج الدولہؒ' سلطان ٹیپوؒ' اقبالؒ' قائداعظمؒ' حسرت موہانیؒ' ظفر علی خانؒ' محمد علی جوہرؒ اور دوسرے اکابرین اجنبی بنتے جا رہے ہیں اور محض کھلاڑی اور ایکٹر ہیرو کی جگہ لے رہے ہیں۔

سیاسی خبر اور پالیسی کے حوالے سے تو مالکان اور مدیران پر حکومتی دباؤ ہو سکتا ہے لیکن سنسنی خیزی اور فلمی ماحول پیدا کرنے کے لئے تو کسی حکومت اور بااثر طبقے کا دباؤ نہیں ہے' ہمارے نزدیک ایک ضابطۂ اخلاق انتہائی ضروری ہے اور مالکان و مدیران اس کی پابندی کریں اور اپنے عملے کی پابندی کرائیں' تاکہ کوئی بھی ایسی تصویر جو سفلی جذبات ابھارے اور اخلاقی پستی کا ماحول پیدا کرے اس کی اشاعت سے گریز کیا جائے' اسی طرح لسانی اور مذہبی گروہوں کو ''ہائی لائٹ'' کرنے سے گریز برتا جائے' خبر نہیں ہوگی تو وہ خود بخود غار فراموشی میں اتر جائیں گے۔ جب انہیں اپنے کارنامے کے صلے میں چمکتی دمکتی سرخیاں ملتی ہیں تو ان کے حوصلے بڑھنے اور ارکان انگڑائی لینے لگتے ہیں' آخر شہرت کس کو اچھی نہیں لگتی۔

اسی طرز پر کسی سنگین واقعہ اور جرم سے ہٹ کر معمول کے جنسی جرائم اور وارداتوں کو کم سے کم کوریج ملنی چاہئے اور جس علاقے میں وقوعہ ہو صرف اسی ڈاک ایڈیشن میں اس کا تذکرہ ہو اور اخبار میں ''کرائم کارنر'' الگ اور غیر نمایاں ہو' پورے اخبار پر جرائم حاوی اور غالب نظر نہ آئیں۔ اخبار کے قارئین کا صرف ایک مخصوص حلقہ نہیں اخبار سمندر پار بھی جاتا ہے' غیر ملکی سفیر بھی پڑھتے ہیں اور گھروں میں مائیں' بہنیں اور بیٹیاں بھی پڑھتی ہیں' بالغ مزاج اور کچے ذہن سبھی اپنی اپنی سطح پر اس کا اثر لیتے ہیں' اور یہ اثر ہر شکل میں منفی ہوتا ہے' مثبت ہرگز نہیں۔

صحافت کو فی الواقع تربیت گاہ کا درجہ حاصل ہو' نمائش گاہ کا نہیں کہ ہر چیز سٹال کی زینت بنے اور اس کے خریدار پیدا کئے جائیں' یہ فریضہ قومی بھی ہے اور دینی بھی! معاشرتی بھی ہے اور اخلاقی بھی! اور شخصی بھی ہے اور اجتماعی بھی!

جمعہ 23 جولائی کو بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خطاب جمعہ کی پریس ریلیز

اللہ کی عبادت کے تقاضے

آج کی موجودہ دنیا میں اللہ کے خلاف جو بغاوت ہے وہ تاریخ انسانی میں اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ آج کے انسان کا یہ کہنا کہ وہ خود مقتدر اعلیٰ ہے اور وہ جو چاہے قانون بنائے گا۔ اسی طرح معاشی سطح پر بھی آج اللہ کے احکامات کے برخلاف سود اور جوئے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ حتیٰ کہ انسان نے اپنی انفرادی زندگی اور گھروں سے بھی الٰہی رہنمائی کو خیرباد کہہ دیا ہے اور وہاں رسوم و رواج کو داخل کر لیا ہے۔ چنانچہ ان حالات میں سب سے زیادہ ضرورت اور ہماری نجات اس بات میں ہے کہ اس باغیانہ نظام کے خلاف جدوجہد کی جائے۔ ان خیالات کا اظہار بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے باغ جناح میں خطابِ جمعہ کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کے حالات کچھ بھی ہوں ایک فرد کا حقیقی مسئلہ یہ ہے کہ اس کی اُخروی نجات کی راہِ عمل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہماری ابدی کامیابی کے لئے اللہ کا ہم سے واحد مطالبہ اس کی عبادت ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ کی محبت اور دلی آمادگی کے ساتھ اللہ کی کامل اطاعت کا نام عبادت یا بندگیٔ رب ہے۔ جزوی اطاعت یعنی کسی معاملے میں اللہ کی اطاعت اختیار کرنا اور کسی معاملے میں اپنی مرضی کرنا دراصل نفس ہی کی اطاعت ہے اور یہ طرزِ عمل اللہ کی نافرمانی کے زمرے میں آئے گا۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ آج کا سب سے بڑا المیہ ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق شریعت پر سو فیصد عمل کرنے والا شخص بھی اجتماعی سطح پر طاغوت کی اطاعت کرنے پر مجبور ہے۔ جس کا کفارہ یہ ہے کہ اگر کہیں نظام اسلام قائم ہے تو وہاں ہجرت کر لی جائے۔ لیکن افسوس کہ آج دنیا میں کہیں بھی اسلامی نظام قائم نہیں۔ انہوں نے کہا کہ باطل نظام کے تحت رہتے ہوئے کفارے کی دوسری صورت یہ ہے کہ اس نظام کا حصہ نہ بنا جائے' نہ ہی اس نظام میں پھلنے پھولنے کی کوشش کی جائے بلکہ کم سے کم وسائل زندگی کو اختیار کرتے ہوئے اس نظام کو تبدیل کرنے کی جدوجہد کرتے ہوئے زندگی گزاری جائے۔ لیکن یہ جدوجہد اکیلے نہیں ہو سکتی' اس کے لئے ایک ایسی منظم جماعت کی ضرورت ہے جس کا واضح ہدف باطل نظام کو جڑ سے اکھاڑ کر اسلام کا نظامِ رحمت قائم کرنا ہو۔ اس جماعت کا طریق انقلاب نبی اکرم ﷺ کی سیرت سے ماخوذ ہو اور یہ جماعت سمع و طاعت کے نظم کی خوگر ہو۔ اگر ایسی جماعت مل جائے تو ہمارے لئے اس جماعت میں شامل ہونا فرض کے درجے میں ضروری ہوگا۔ بصورت دیگر ہم اللہ کی عبادت کے تقاضے پورے کرنے والے نہ ہوں گے۔ بلکہ ہماری صورت تو یہ ہوگی کہ ہم اپنی انفرادی سطح پر تو مسلمان ہوں گے لیکن اجتماعی سطح پر اللہ کے ہاں کافر شمار ہوں گے۔ لہٰذا آخرت میں خسارے سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کامل بندگیٔ رب پر مشتمل نظام کے قیام کی جدوجہد میں اپنی زندگیاں کھپا دیں' صرف اسی صورت میں ہم اللہ کے ہاں سرخرو ہو سکتے ہیں۔

جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت' تنظیم اسلامی

امریکا کے دس بڑے دانشوروں اور منصفوں پر مشتمل ''نائن الیون کمیشن'' کی رپورٹ گزشتہ ہفتے شائع ہوئی تھی۔ 575 صفحات پر محیط اس رپورٹ میں ایک پورا باب پاکستان کے لئے وقف ہے۔ فاضل کالم نویس عرفان صدیقی صاحب نے اس باب کی تلخیص کی تھی جو یہاں اُن کے شکریے کے ساتھ نقل کی جارہی ہے۔

ایک اور فردِ جرم

عرفان صدیقی

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے دس عالی دماغوں نے بیس ماہ کی عرق ریزی اور جانسوزی کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ''نائن الیون کے واقعات'' ''اسلامی دہشت گردوں' کی کارروائی تھی۔ اس نوع کے واقعات آئندہ بھی ہوسکتے ہیں اور اگر انہیں روکنا مقصود ہے تو اسلامی دہشت گردی کا خاتمہ کرنا ہوگا۔''

کمیشن نے اس مقصد اولیٰ کے حصول کے لئے تین نکاتی فارمولا تجویز کیا ہے۔

1۔ دہشت گردوں اور ان کی تنظیموں پر یلغار کی جائے۔

2۔ مسلسل پھیلتی ہوئی مسلم دہشت گردی (Islamic Terrorism) کا خاتمہ کیا جائے۔

3۔ دہشت گردوں کے حملوں سے بچاؤ کی تدابیر کی جائیں اور ان حملوں کے لئے تیار رہا جائے۔

پاکستان کے لئے ایک پورا باب وقف کرتے ہوئے ''نائن الیون رپورٹ'' میں صدر پرویز مشرف اور حکومت کی خدمات کا خصوصی تذکرہ کیا گیا ہے۔ رپورٹ کہتی ہے:

''نائن الیون کے فوراً بعد امریکہ کی طرف سے ایک بے لچک اور اکھڑ سوال کا سامنا ہونے پر پاکستان نے ایک راستے کا چناؤ کیا۔ اس نے امریکی قیادت میں لڑنے والی مہم کو موقع دیا کہ وہ طالبان حکومت کو تباہ و برباد کرے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان نے ہمارا بھرپور ساتھ دیا۔ اس نے القاعدہ طالبان کے پانچ سو سے زائد دہشت گردوں کو گرفتار کیا۔ پاکستانی اداروں نے خالد شیخ محمد' ابو زبیدہ اور کئی دوسرے اہم القاعدہ راہنماؤں کا سراغ لگانے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ 2003-04ء کے موسم سرما میں صدر مشرف نے ایک اور اہم اقدام کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے شمالی مغربی سرحدی صوبے کے ان علاقوں میں خصوصی آپریشن کا حکم دیا جو افغان سرحد سے جڑے ہوئے ہیں اور جہاں مبینہ طور پر اسامہ بن لادن اور ایمن الظواہری چھپے بیٹھے ہیں۔ پاکستانی فوج انتہائی دشوار گزار اور مشکل علاقے میں القاعدہ جنگجوؤں اور ان کے مقامی ہمدردوں کے خلاف برسرپیکار ہے۔ 2004ء میں یہ بات واضح تر ہوگئی ہے کہ پاکستانی حکومت انتہائی زبردست کوششیں کررہی ہے جس کی دہشت گردی کے خلاف جاری مہم میں پہلے کوئی مثال نہیں ملتی''۔

''ان تمام مشکلات اور اس کہانی میں صدر مشرف کے کردار کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان اور افغانستان میں استحکام کے حوالے سے مشرف حکومت ہی امید کا سب سے بڑا سہارا ہے۔ حال ہی میں صدر مشرف نے اپنے ایک غیر معمولی مضمون میں کہا ہے کہ ہم مسلمانوں کو اس گڑھے سے نکلنا ہوگا جس میں ہم نے اپنے آپ کو ڈال رکھا ہے تاکہ ہم اوپر اٹھ سکیں۔ مشرف نے ''روشن خیال اعتدال پسندی'' کی حکمت عملی بھی تجویز کی ہے۔ صدر مشرف نے اپنے مضمون میں یہ بھی کہا ہے کہ اسلامی دنیا کو عسکریت اور انتہا پسندی ترک کردینی چاہئے اور مغرب بالخصوص امریکہ کو مسائل کے منصفانہ حل کیلئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور اسلامی دنیا کی مدد کرنی چاہئے۔

صدر مشرف اور پاکستان کی خدمات کا اس تذکرے کو ''گاجر'' کا نام دیا جاسکتا ہے لیکن متعلقہ باب کا باقی حصہ پاکستان کے حوالے سے اس قدر زہر بھرا ہے جس سے گمان ہوتا ہے جیسے نائن الیون کے غارت گر لشکر نے یہیں سے رختِ سفر باندھا تھا۔ رپورٹ کے مرتبین کا کہنا ہے کہ:

''پاکستان میں وبا کی طرح پھیلتی غربت' وسیع و عریض کرپشن اور اکثر اوقات غیر موثر کمزور حکومتیں' اسلامی دہشت گردوں کی بھرتی کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔ غیر معیاری تعلیم بالخصوص ایک مسئلہ ہے۔ لاکھوں نادار اور کم وسیلہ خاندان اپنے بچوں کو دینی مدارس میں بھیج دیتے ہیں۔ ان میں کئی مدارس خونخوار انتہا پسندی کی پرورش گاہیں بن چکے ہیں۔ کراچی پولیس کمانڈر کے مطابق صرف اس ایک شہر میں 859 دینی مدارس ہیں جن میں دو لاکھ سے زیادہ بچے پڑھتے ہیں۔ خود پاکستان ایک ایسا ملک ہے جہاں پندرہ کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ یہاں بڑی تعداد میں القاعدہ کے دہشت گرد اور طالبان جنگجو بھی موجود ہیں اور شاید اسامہ بن لادن بھی یہیں کہیں چھپا ہے''۔

پاکستان اور امریکہ کے باہمی تعلقات کا تجزیہ کرتے ہوئے رپورٹ میں کہا گیا ہے:

''حالیہ سالوں میں پاکستان کے ساتھ تعلقات کے حوالے سے امریکہ کو تین مسائل کا سامنا رہا ہے۔ ایک ہے دہشت گردی کا معاملہ۔ پاکستان نے طالبان کی نشوونما میں مدد دی۔ پاکستانی فوج اور انٹیلی جنس ایجنسیاں' خصوصاً ان کے نچلے درجے کے اہلکاروں نے اسلامی انتہا پسندوں کے خلاف ہمیشہ دوغلے پن کا مظاہرہ کیا ہے۔ کئی حکومتی اہلکار دہشت گردوں سے ہمدردی رکھتے ہیں اور ان کی مدد بھی کرتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ ایٹمی پھیلاؤ کا ہے۔ صدر مشرف بار بار کہہ چکے ہیں کہ پاکستان اس میں کسی طرح ملوث نہیں لیکن ایٹمی پھیلاؤ کا مسئلہ کافی پیچیدہ ہے اور طویل عرصے سے چل رہا ہے۔ حال ہی میں پاکستانی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اس کا ایک ایٹمی سائنس دان' جو ایک قومی شخصیت بھی ہے' حکومت سے بالا بالا ایٹمی اسمگلروں کے ایک انتہائی خوفناک گروہ کا سرغنہ رہا ہے اور پاکستان اور امریکہ کے مابین تیسری الجھن اس حوالے سے تھی کہ پاکستان نے قومی سطح پر جمہوریت کے حوالے سے بہت کم پیش رفت کی ہے''۔

''ملک کے اس وسیع و عریض علاقے نے جہاں سیکورٹی فورسز کا عمل دخل نہیں' پاکستان کو ایسے دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہ بنا دیا ہے جہاں نہ صرف دہشت گرد بھرتی کرتے بلکہ افغانستان میں اتحادی فوجوں پر حملے کے لئے بیس کیمپ کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ نائن الیون کے تقریباً سارے ہائی جیکرز نے قندھار' کوئٹہ اور کراچی کے شمالی جنوبی رابطوں کو استعمال کیا۔ پاکستان کا بلوچستان ریجن اور بے ہنگم طریقے سے پھیلا کراچی شہر' اسلامی انتہا پسندوں کے مراکز ہیں جہاں پاکستانی سیکورٹی اور انٹیلی جنس خاصی کمزور رہی ہے۔ کراچی میں امریکی قونصلیٹ عملاً ایک قلعے کی شکل اختیار کرچکا ہے جس سے صورتِ حال کی سنگینی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے''۔

575 صفحات پر مشتمل اس رپورٹ میں کوئی ایک پیراگراف بھی ایسا نہیں ہے جس سے یہ بات پایہ ثبوت کو

پہنچتی ہو کہ نائن الیون کے حملے کسی ''القاعدہ'' یا ''اسلامی دہشت گردوں'' نے کیے۔ ایک اعتبار سے یہ رپورٹ اسامہ بن لادن' القاعدہ (؟) طالبان اور ان تمام عناصر کے لئے بریت کا سرٹیفکیٹ ہے جنہیں بش انتظامیہ موردِ الزام ٹھہراتی رہی اور ایک مفروضے کی بناء پر افغانستان کو آگ اور بارود کی نذر کر دی۔ اس کے باوجود یہ رپورٹ ''اسلامی اور مسلم دہشت گردی'' جیسی مکروہ اصطلاحات سے اٹی پڑی ہے۔ اس رپورٹ میں ایک بار پھر پاکستان کے حوالے سے گاجر اور چھڑی کے اس فلسفہ کو باضابطہ شکل دے دی ہے جس کا تذکرہ قومی سلامتی کی مشیر کنڈولیزا رائس نے اسی کمیشن کے سامنے بیان قلمبند کراتے ہوئے کیا تھا۔ تھوڑی سی شاباش کے ساتھ پاکستان پر اتنے الزامات تھوپ دیئے گئے ہیں کہ وہ سر اٹھا کر بھی بات نہیں کر سکتا۔

ذرا ان الزامات پر نظر ڈالئے:

1۔ پاکستان' دہشت گردوں' اسلامی انتہا پسندوں نیز القاعدہ اور طالبان کے جنگجوؤں کی پناہ گاہ ہے۔

2۔ دہشت گرد پاکستان کو بیس کیمپ بنا کر افغانستان میں اتحادی افواج پر حملے کر رہے ہیں۔

3۔ پاکستان کی فوج اور ایجنسیاں ''اسلامی دہشت گردوں'' کے خلاف کارروائی میں یکسو نہیں اور دوغلے پن کا شکار ہیں۔

4۔ حکومت میں دہشت گردوں کے ہمدرد موجود ہیں اور ان کی مدد کر رہے ہیں۔

5۔ کئی دینی مدارس انتہا پسندوں کی پرورش گاہیں ہیں۔

6۔ کراچی اور کوئٹہ نائن الیون کے ہائی جیکروں کی گزرگاہیں تھیں اور یہ آج بھی دہشت گردوں کے گڑھ ہیں۔

7۔ اسامہ بن لادن اور ایمن الظواہری پاکستان ہی میں چھپے بیٹھے ہیں۔

8۔ ایٹمی پھیلاؤ کے حوالے سے پاکستان کے بارے میں خدشات بدستور موجود ہیں۔

9۔ پاکستان کی سیکورٹی اور انٹیلی جنس کمزور ہے۔

10۔ پاکستان میں ابھی تک قومی سطح پر جمہوریت بحال نہیں ہوئی۔

ستائش کے مقابلے میں سرزنش اور الزامات کا حجم کہیں زیادہ ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کسی کو تھپکیاں دیتے' پچکارتے اور لاڈ پیار کرتے ہوئے قتل گاہ میں لایا جا رہا ہو۔ یہ رپورٹ' اسلام' مسلمانوں بالخصوص اسلام آباد اور پاکستان کے خلاف بغض سے بھری پڑی ہے جسے کسی بھی وقت بہانہ بنا کر پاکستان کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(بشکریہ: ''نوائے وقت'')

منتخب تحریکی نظم

رحمان کیانی

ہے کوئی' محمد بن قاسم؟

صبا کی طرح سرگرداں' مسلسل محوِ نظارہ
خلا میں جیسے سیارہ' کوئی ٹوٹا ہوا تارہ
فضا میں ابر کا پارہ' کوئی طائر کہ طیارہ
وطن میں روز و شب اپنے پھرا کرتا ہوں آوارہ
اسی دھن میں کہ مل جائے کہیں اک نوجواں جس کا — ہو قد' بت' ناک' نقشہ' کاٹھ' تیور' ڈھب' چلن ایسا
چھریرا' لم چھڑا' بانکا' سجیلا' سوہنا' تیکھا — چتر' چونچال' چوکس' چلبلا' چالاک' پھرتیلا
جیالا' من چلا' جیوٹ' مثال حمزہؓ و جعفرؓ
بہادر' سورما' ساونت' مثل خالدؓ و حیدرؓ
ضرارؓ بے سپر جیسا سرِ جنگاہ اک اژدر
دلاور' سربکف' غازی' صف آرا' تیغ زن' صفدر
نہنگِ قلزم' ہیجا' پلنگِ جنگ مغلوبہ — شجاعت جس کی منکوحہ' شہادت جس کی محبوبہ
قبائے عیش کو چھوڑے' سلاحِ جنگ میں ڈوبا — ہمہ اوصاف محمودہ' وہ میرا شخص مطلوبہ
کہ ہو دیبل کے فاتح' ہند میں اسلام کے بانی
محمد ابنِ قاسمؒ کا دیارِ پاک میں ثانی
کہیں مل جائے تو سمجھوں بفضل و فیضِ ربانی
ہمیں پھر ملنے والی ہے جہاں گیری جہانبانی

(انتخاب: قاضی عبدالقادر)

رفقاء واحباب جانتے ہیں کہ

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا مرتب کردہ مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب

تحریک رجوع الی القرآن اور فریضہ اقامت دین کی انقلابی جدوجہد کے لئے بنیاد اور اساس کا درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ اس تحریکی و انقلابی جدوجہد کو آگے بڑھانے کے لئے منتخب نصاب کا محض مطالعہ ہی نہیں درس و تدریس بھی ایک لازمی ضرورت ہے۔ الحمدللہ کہ قرآن اکیڈمی کراچی نے مدرسین اور معلمین کی سہولت کے لئے

مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب

کے حصہ اول' دوم' سوم اور چہارم کے نکات برائے درس و تدریس

علیحدہ علیحدہ کتابی صورت میں شائع کر دیئے ہیں — ان نکات میں:

■ متعلقہ آیات کا لفظی ترجمہ ■ تمہیدی نکات ■ نفس مضمون کی وضاحت
■ تفسیری نکات ■ موضوع سے متعلق قرآن حکیم کے دیگر مقامات سے آیات کے حوالہ جات اور احادیث نبویہ شامل ہیں۔

قیمت: حصہ اول: 60' حصہ دوم: 60' حصہ سوم: 80 اور حصہ چہارم: 100 روپے

حصہ اول کی ابتداء تعارف قرآن حکیم کے لئے تدریسی نکات سے ہوتی ہے۔ دس صفحات میں قرآن حکیم کے تعارف سے متعلق تمام مباحث کو بڑی خوبصورتی سے سمویا گیا ہے۔

ملنے کا پتہ: (۱) قرآن اکیڈمی' خیابان راحت درخشاں ڈیفنس فیز IV' کراچی
(۲) مکتبہ خدام القرآن 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

مسلم برنی کی ہنسنے ہنسانے والی تازہ تحریر۔ فرماتے ہیں کہ یہ اُمت خرافات میں کھوگئی ہے۔ فرائض ہضم اور رسومات کو دانتوں سے پکڑا ہوا ہے۔

پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہوگا!

گھوڑا جیسے اپنے تھان کی طرف بھاگتا ہے کچھ ایسا ہی حال اپنا ہے ''ندائے خلافت'' کا تازہ شمارہ جیسے ہی ڈاکیہ لاتا ہے 'جھپٹنا پلٹنا' پلٹ کر جھپٹنا والا معاملہ ہوتا ہے۔ سب سے پہلے ورق گردانی کی جاتی ہے کہ اپنا مضمون کونسی وادی میں' کون سی منزل میں ہے۔ مضمون محترم مدیر صاحب کے بیوٹی پارلر سے ایسا مرصع و مسجع ہو کر طلوع ہوتا ہے کہ گویا اپنی صورت آپ پہچانی نہیں جاتی۔۔۔۔ ہمیں تو ایسا لگتا ہے کہ پورے رسالہ میں سب سے چمکتا دمکتا مضمون مابدولت کا ہی ہوتا ہے۔ اللہ کرے زور بیاں اور ہو زیادہ۔۔۔ قارئین کرام آپ بھی آمین کہئے نا۔۔۔!

بعض باتیں عجیب بھی ہوتی ہیں اور غریب بھی۔ اب تازہ شمارے میں ہمارے مضمون ''کرے مونچھوں والا' پکڑا جائے داڑھی والا'' میں قاضی عبدالقادر صاحب کو مخاطب کر کے عرض کرنے کی جسارت کی تھی کہ ''لیکن تم کیوں برا مانتے ہو' آخر تم چاہتے کیا ہو؟ کیا تمہارے مضمون کے نیچے ''ضرورت رشتہ'' نہیں تو ''دعائے مغفرت'' کے اعلانات دیئے جایا کریں' تاکہ مرحوم کے ساتھ ساتھ مفت میں تمہارے لئے بھی دعائے مغفرت ہوتی رہے!''۔۔۔ اب جو یہ مضمون شائع ہوا ہے تو آخر میں ''دعائے مغفرت'' کا ایک اشتہار بھی دے ڈالا گیا ہے۔۔۔۔ یعنی ''مونچھوں والے'' کو فوراً ہی دھر لیا گیا۔۔۔ اب سنجیدہ بات۔۔۔۔ آیئے دعا کریں اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

چند روز قبل ہی ہمیں وسن پورہ لاہور سے اپنے ایک محترم دوست کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ خط کے جملے نسیم سحر کی طرح رواں دواں ہیں۔ ہمارے ان دوست کا پیشہ ڈاکٹری میں خواجگی اور خواجگی میں ڈاکٹری کرنا ہے۔ انہیں شکوہ ہے کہ وہ رسالہ جن لوگوں کے لئے نکالتے ہیں بس وہی نہیں پڑھتے' باقی سب پڑھتے ہیں۔ اس کمترین پر بڑا کرم فرماتے ہیں۔ اپنے رسالے کے سلسلے میں اس ناچیز سے مفت میں مشورے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ان کی خواجگی ہے ورنہ ڈاکٹری کی فیس تو پوری وصول کرتے ہیں۔۔۔۔ خط کے آخر میں انہوں نے ہمیں ڈھیروں دعاؤں سے نوازا ہے۔ اور آخری دعا یہ کی ہے ''اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔'' دعا تو بہت ہی اچھی ہے اور ہر مسلمان کی سب سے بڑی خواہش ہے۔۔۔۔ پتہ نہیں ہم نے کیوں یہ رسم بنالی ہے کہ کسی کے مرنے کے بعد یہ دعائیہ کلمات کہتے ہیں۔ ایک ماہ سے یہ بندہ علیل (غلیل نہ پڑھیں) ہے۔ ایسے میں کوئی ''پہنچا ہوا'' ڈاکٹر اگر یہ دعا ''عطا'' فرمادے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب آخری وقت بس قریب ہی ہے۔

ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

میں نے بیٹے سے کہا کہ جہاں تک کفن دفن کے سامان کا تعلق ہے وہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ تمہارے پدر بزرگوار نے پہلے ہی سے لا کر رکھا ہوا ہے۔ اب تم قریب کے قبرستان میں قبر کا بندوبست کر دو کہ وہاں جگہ مشکل سے ملتی ہے۔ پہلے سے ریزرو کرانی پڑتی ہے۔ پہلے اس کے لئے معقول ''نذرانہ'' پیش کرنا پڑتا تھا۔ لیکن جب سے کراچی میں ''الخدمت'' کا راج شروع ہوا ہے تو First Come, First Serve والا معاملہ ہے۔ وہاں بتا دینا کہ ڈاکٹر نے ''First Come'' کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب مزید دعا کریں کہ پہلے آسانی سے قبر کی جگہ حاصل ہو جائے تاکہ پھر جنت الفردوس میں ان کی دعاؤں کے صدقے جگہ ملے۔ یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا۔

ہم بھی یہ سوچ رہے ہیں کہ موت نے اگر فوراً ہی نہ آلیا تو محترم ڈاکٹر صاحب کو جو جواب دیں' اس میں ان کے نام نامی اسم گرامی کے ساتھ ''رحمۃ اللہ علیہ'' کا اضافہ کر دیں۔ آخر یہ مرنے کے بعد ہی ''رحمۃ اللہ علیہ'' کیوں تحریر کیا جائے' اس دور میں کیا ''زندے'' اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق نہیں ہیں۔ ''اس دور میں'' کے الفاظ میں نے فراق گورکھپوری کے اس شعر سے لئے ہیں ؎

اس دور میں زندگی بشر کی
بیمار کی رات ہو گئی ہے

اب یہ ''بیمار کی رات'' کو بیمار کے علاوہ ڈاکٹر سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے۔

یادش بخیر۔ تقسیم برصغیر سے پہلے کی بات ہے۔ جب ہم بچپن سے نوجوانی کی طرف قدم رنجہ فرما رہے تھے۔ علی گڑھ میں ایک صاحب ہوتے تھے' نام تھا ایسا ہی کوئی منن خان یا پھنن خان۔ بوڑھے ہو چلے تھے' کہنے لگے کہ میں مر جاؤں گا تو ''پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہو گا'' اور کھانے میں میں ہی شریک نہ ہوں گا۔ تف ایسے کھانے پر۔۔۔ چنانچہ ان بزرگوار نے اپنی زندگی ہی میں خوب دھوم دھام سے اپنا تیجہ (سوئم) دسواں' بیسواں اور چالیسواں کرایا۔ احباب کو بھی کھلایا اور خود بھی ڈٹ کر کھایا۔۔۔ آدمی زیادہ پیسے والے نہ تھے ورنہ کوئی بعید نہ تھا کہ وہ دسویں کے بعد گیارہواں' بارہواں' تیرہواں سے لے کر اڑتیسواں' انتالیسواں اور چالیسواں تک کرا ڈالتے' گویا کہ ہر روز روزِ عید ہر شب شب برات ہوتا۔۔۔۔! میرے ایک عزیز کا چند سال قبل انتقال ہوا۔ ان کے گھر والوں نے اپنی حیثیت کے مطابق سوئم' دسویں اور چالیسویں پر برادری کو معقول کھانا دیا۔ تاکہ مرحوم کی ''بخشش'' ہو سکے۔ مجھے ان کے گھر والوں نے بتایا کہ وہاں قورمہ' پلاؤ' زردہ اڑاتے ہوئے ''خاندانی'' اس طرح کی باتیں کر رہے تھے کہ مرحوم کو کوفتے بہت پسند تھے۔ افسوس کہ وہ نہ رکھے گئے۔ کسی نے کہا کہ ماش کی دال بڑے شوق سے کھاتے تھے' پورے ہفتے اگر صرف یہی ایک چیز ان کو دی جاتی تو کچھ اور نہ کھاتے۔ کاش کہ ماش کی دال بھی دسترخوان پر ہوتی تاکہ مرحوم کی روح خوش ہوتی۔ غرض کہ جتنے منہ' اتنے پیٹ اور اتنی ہی باتیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

کراچی میں میرے ایک دوست نے بتایا کہ ان کے پاس ان کا ایک محلہ دار لڑکا جس کے باپ کا چند روز قبل ہی انتقال ہوا تھا' تقریباً روتے ہوئے آیا۔ اس نے کہا کہ ہمارے پاس جو کچھ پیسہ تھا وہ سب کفن دفن میں لگ گیا۔ اب گھر کے لوگ بضد ہیں کہ مرحوم کی دسویں اور چالیسویں پر براداری کو اچھا کھانا دیا جائے گا ورنہ ایک تو مرحوم کی ''بخشش'' نہ ہو سکے گی اور دوسرے برادری میں ہماری ناک کٹ جائے گی۔ (بخشش چاہے ہو نہ ہو ناک تو اونچی رہے) وہ رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں' میں کیا کروں' اس موقع پر میری کچھ مدد فرمادو!

تو لوگو۔۔۔۔ ہمارے معاشرے کا یہ ہے حال۔ یہ امت خرافات میں کھوگئی۔ فرائض ہضم اور رسومات کو دانتوں سے پکڑا ہوا ہے۔۔۔۔ اور ہمارے ہاں کے ایک طبقے کا حلوہ مانڈا اسی سے چلتا ہے۔۔۔۔ اور اسے ''دینی سند'' سے بھی نوازا جاتا ہے۔

(بقیہ: صفحہ نمبر 18 پر)

ندامت کے آنسو

مسرت پروین

اب کیا کروں! میں اسی کرب میں تھی کہ رب غفور نے مجھے ہدایت کی راہ دکھلائی اور میں قرآن سے جڑ گئی اور پھر میرے دل کی دنیا میں انقلاب آ گیا۔ میں ندامت وپچھتاوے کی آگ میں جلنے لگی۔ سورہ عصر کی آیات نے میرے دل و دماغ میں طوفان برپا کر دیا۔ عصر کی قسم بے شک انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک عمل کئے، حق کی تلقین کی اور صبر کیا۔ زندگی کا کافی حصہ تو برف کی مانند پگھل گیا۔ آہ! میں وہ وقت کہاں سے لاؤں، زندگی تو مانند ریت کے مٹھی سے نکلی جا رہی ہے۔ میرے خدا میں نے کتنے سال غفلت میں گزار دیئے۔ آپ کی دی ہوئی زبان کو کم ہی ذکر، دعا، عبادت اور تلاوت کی توفیق ہوئی۔ آنکھوں سے ہرالا بلا دیکھتی رہی مگر آپ کا مقدس کلام دیکھنے کی کم فرصت ملی۔ کانوں سے بہت کچھ سنتی رہی۔ سچ بھی، جھوٹ بھی، غیبت و بہتان، گانے ڈرامے مگر آپ کی آیات پر توجہ نہ دی۔ میں بھول گئی کہ ایک دن اس وجود کو مٹی کے ڈھیر تلے دبا دیا جائے گا۔ پھر نہ ذہانت کام دے گی، نہ ذکاوت، نہ عہدہ منصب، نہ تعلقات، نہ رشوت نہ سفارش۔

آہ! میں کتنی بدنصیب تھی، مغفرت کا دریا بہتا رہا اور میں نے اپنی ناپاکی دور نہیں کی۔ اب میں اپنی غلطیوں کی تلافی کرنا چاہتی ہوں اپنے اعمال نامے پر نظر ڈالتی ہوں۔ اف، اے رب العزت ندامت و شرمساری کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

خطاؤں کی قطار ہے
اور سامنے میرا کردار ہے
دست ہی گناہ گار ہے
سزا کا حقدار ہے
مگر اب تو شرمسار ہے
معافی کا خواستگار ہے
جانتا ہے وہ غفار ہے

مگر میرے سامنے جو آیت آئی ہے وہ ہے کہ اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ

اور میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔

کافی دیر تک استغفار کرتی رہی اور آنسو بہاتی رہی۔

موتی سمجھ کر شان کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

پھر جب آنسوؤں کے طوفان کا زور ٹوٹا تو ماحول اجلا اجلا محسوس ہوا۔ دل کے اندر اللہ کا نور اتر گیا۔ شکر الحمد للہ۔ آج میری زندگی کے تمام امور میں اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اس کی کتاب پر عمل کی کوشش ہیں۔ بھرپور اور حزب اللہ کے اس گروپ میں شامل ہوگئی جو ملامت کرنے والوں کی ملامت کو محض اللہ کے لئے خاطر میں نہیں لاتے۔

جہیز بارگراں بن گیا ملت پر

احقر ابن سراج رومی

جہیز ہم نے نہیں تجھ کو کچھ دیا بیٹی
نہیں ہے عار یہ تیرے لئے نہ کچھ ہیٹی

جہیز فرض نہ واجب نہ کوئی سنت ہے
فقط یہ نام پہ سنت کے ایک بدعت ہے

کہیں جہیز کا ہے تذکرہ بتائیں تو
نقاب چہرۂ تاریخ سے اٹھائیں تو

تھیں اہل بیت نبیؐ گیارہ محترم ازواج
جہیز لائی تھیں کیا پوچھتا ہے ابن سراج

شمار کیجئے ہم نام بھی گناتے ہیں
نقاب چہرۂ تاریخ سے اٹھاتے ہیں

جہیز کیا دیا "ورقہ" نے بی خدیجہؓ کو
جہیز کیا دیا "بوبکرؓ" نے "حمیراؓ" کو

"عمرؓ" نے کیا دیا سامان بی بی حفصہؓ کو
جہیز کیا ملا "میمونہؓ" کو "صفیہؓ" کو

جہیز کتنا ملا "بیبی ام سلمہؓ" جو
تلاش کرکے ذرا کوئی بھی بتائے تو

جہیز "بنت خزیمہؓ" ذرا بتا دیجئے
جہیز ام حبیبہؓ کا کچھ پتا دیجئے

نکاح "ام حبیبہؓ" تو بادشہ نے کیا
مگر جہیز کا پھر بھی نہیں ہے کوئی پتا

نکاح "بنت جحشؓ" کا تو آسماں پہ ہوا
جناب حق نے بھی ان کو نہ کچھ جہیز دیا

بناتِ ختم رسل چار تھیں خبر بھی ہے
سوائے ایک کسی اور پر نظر بھی ہے

تھیں دختران نبیؐ "زینبؓ" و "رقیہؓ" بھی
جناب "ام کلثومؓ" ہیں تیسری بیٹی

جناب فاطمہؓ "چھوٹی تھیں لاڈلی بیٹی"
حضور ختم رسلؐ نے سبھی کی شادی کی

جہیز حضرت زینبؓ نے کتنا پایا تھا
کسی حدیث سے کوئی تو کچھ پتہ دیتا

جہیز بی بی "رقیہؓ" نے بھی کوئی بتلائے
جہیز "ام کلثومؓ" کیا تھا فرمائے

جہیز "فاطمہؓ" لوگوں نے کر دیا مشہور
علاوہ ان کے کہاں اور تین کا مذکور؟

جہیز "فاطمہؓ" کی سنیئے اب حقیقت بھی
جہیز ہی کے لئے تو زرہ علیؓ کی بکی

دلہن کی خوشبو منگائی اسی رقم سے گئی
گرہستی گھر کی بنائی اسی رقم سے گئی

دلایا ان کو مکان بھی الگ کرایہ پر
کرے جہاں پہ سکونت سکون سے دختر

حضورؐ باپ تھے بیٹے کے اور "علیؓ" کے ولی
بنا کے خویش مہیا بھی خود گرہستی کی

لکھا ہے شامی نے یہ مسئلہ صراحت سے
کہ مرد گھر کی گرستی بھی خود مہیا کرے

خریدے پانی کے برتن، کٹورے، لوٹے، گھڑے
توا، پتیلی، لگن، سینی اور رکابی دے

جہیز جب نہیں ثابت کتاب و سنت سے
تو کام کیا ہے ہمیں آخر ایسی بدعت سے

جہیز ایک مصیبت ہے بلکہ آفت ہے
جہیز وجہ مذلت ہے طوق لعنت ہے

نکاح کو کریں آساں کہ ہے یہ قول رسولؐ
نکاح وہ ہے مبارک ہو سہل جس کا حصول

خدا کے واسطے ملت کے دردمند اٹھیں
خلاف رسم جہیز آج کچھ جہاد کریں

جہیز بارگراں بن گیا ملت پر
پڑے ہیں بیٹیاں پانوں کی بیڑیاں بن کر

دعوتی پروگرام زیرِاہتمام تنظیم اسلامی (شرقی) کراچی

تنظیم اسلامی (شرقی) کے زیرِاہتمام ''عظمت قرآن'' کے موضوع پر دعوتی پروگرام گلستان جوہر میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام کی نشرواشاعت کے لئے رفقاء نے بہت محنت کی۔ بینرز' ہینڈ بل' خطوط اور ذاتی رابطوں کے ذریعے سے پروگرام کے بارے میں احباب کو مطلع کیا' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ الحمدللہ مجموعی طور پر مردوخواتین کی حاضری بالترتیب 350 اور 150 کے قریب رہی۔

درس کے آغاز سے قبل تنظیم اسلامی (شرقی) کے نقیب اسرہ محبوب موسیٰ صاحب نے درس کے شرکاء کو خوش آمدید کہا اور Hill Top Lawn کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنا Lawn بغیر کسی معاوضہ کے تنظیم اسلامی کو درس قرآن کے لئے تمام سہولیات کے ساتھ دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مساعی قبول فرمائے۔ آمین! مدرّس کے فرائض ناظم حلقہ تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں جناب انجینئر نوید احمد صاحب نے ادا کئے۔ آپ نے ''عظمتِ قرآن'' کے موضوع پر نہایت سیر حاصل گفتگو فرمائی' جس میں قرآن کی عظمت کے حوالے سے پانچ نکات بیان کئے۔ پہلے نکتے میں آپ نے ''عظمتِ قرآن بزبان قرآن'' کے حوالے سے کہا کہ کلام متکلم کی صفت ہوتا ہے۔ لہٰذا جس طرح تجلی باری تعالیٰ کی تاثیر ہے جو کہ سورۃ الاعراف کی آیت 143 میں بیان ہوئی' بالکل اسی طرح اللہ کے اس کلام کی بھی تاثیر ہے جیسا کہ سورۃ الحشر کی آیت 12 میں بیان ہوا کہ اگر اس کو کسی پہاڑ پر نازل کر دیا گیا ہوتا تو وہ پھٹ جاتا اور ریزہ ریزہ ہو جاتا اللہ کی خشیت سے۔ دوسرے نکتے میں آپ نے ''عظمت قرآن بزبان صاحب قرآن'' کے حوالے سے ترمذی کی حدیث کی روشنی میں نبی کریم ﷺ نے قرآن کی جو مدح فرمائی وہ بیان کی کہ جس میں فتنہ سے نکلنے کا ذریعہ آپ ﷺ نے قرآن حکیم کو قرار دیا اور مزید فرمایا کہ یہ فیصلہ کن کلام ہے اور جو کوئی اس کے بغیر ہدایت تلاش کرے گا اللہ اس کو توڑ کر رکھ دے گا اور جس نے اس کے مطابق بات کہی اس نے سچا کہا اور جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا اس نے عدل کیا اور جس نے اس کی طرف دعوت دی تو اس کو ہدایت دے دی گئی سیدھے راستے کی۔ تیسرے نکتے میں ''بندوں کے لئے تاثیر قرآن'' کے ضمن میں سورۃ الزمر کی آیت 23 کی روشنی میں کہا کہ یہ وہ کلام ہے کہ اسے سن کر ان لوگوں کے دل جو اللہ کی خشیت اختیار کرنے والے ہیں اللہ کے ذکر کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ سورۃ یونس کی آیات 57-58 کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ کلام ایک دردبھری نصیحت ہے اور لوگوں کے دلوں کی بیماریوں کا علاج ہے اور لوگوں کو چاہئے کہ اس رحمت کے ملنے پر خوشی منائیں۔ چوتھے نکتے میں ''زوالِ اُمت کا علاج'' کے ضمن میں کہا کہ امت کی زوال پذیری کا واحد علاج رجوع الی القرآن میں ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ دنیا وآخرت میں قرآن حکیم ہی قول فیصل ہے۔ دنیا میں فیصلہ کن اس اعتبار سے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''بے شک اللہ اس قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی بدولت قوموں کو عروج عطا فرماتا ہے اور اس کو چھوڑنے کی وجہ سے ذلیل ورسوا کرتا ہے اور آخرت میں فیصلہ کن اس اعتبار سے کہ جیسے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''قرآن یا تو تمہارے حق میں گواہ ہوگا یا تمہارے خلاف'' اگر ہم نے اس پر عمل کیا تو ہمارے حق میں گواہی دے گا لیکن اگر دنیا کی آسائشوں کی خاطر اور اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کو چھوڑا تو یہ ہمارے خلاف گواہ بن جائے گا۔ آخر میں بھائی محبوب موسیٰ نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اتنی بڑی تعداد میں شرکت کی اور پروگرام کو کامیاب بنایا۔ انجینئر نوید احمد صاحب نے آئندہ کے درس کے بارے میں اعلان کیا کہ ان شاءاللہ ہر مہینے کے دوسرے اتوار کو صبح گیارہ بجے Hill Top Lawn میں یہ پروگرام ہوا کرے گا۔ آخر میں ناظم حلقہ انجینئر نوید احمد صاحب کی دعا پر اس درس کا اختتام ہوا۔

(سلیم الدین' ملتزم رفیق)

ماہانہ اجتماع حلقہ بہاولنگر بمقام ہارون آباد

تنظیم اسلامی حلقہ بہاولنگر اور بہاولپور کے رفقاء کی سہولت کے لئے ماہانہ تنظیمی وتربیتی اجتماع کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ بہاولپور یزمان منڈی اور مروٹ کے رفقاء مسجد جامع القرآن بہاولپور میں ماہانہ اجتماع میں شرکت کرتے ہیں' جبکہ ضلع بہاولنگر کی پانچ تحصیلوں کے رفقاء کے لئے یہ اجتماع مسجد جامع القرآن گلشن حشمت ہارون آباد میں منعقد ہوتا ہے۔ اس بار یہ پروگرام 4 جولائی بروز اتوار منعقد ہوا۔ پروگرام میں 50 سے زائد رفقاء اور احباب نے شرکت کی۔ 11:40 پر پروگرام شروع ہوا۔ جناب ذوالفقار علی صاحب نے پروگرام کی اہمیت کو رفقاء پر واضح کیا تاکہ توجہ کے ساتھ پروگرام Attend کیا جا سکے۔ پھر آپ نے حافظ غلام مصطفیٰ صاحب' نقیب اسرہ چشتیاں کو تلاوت کلام پاک کی دعوت دی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد امیر حلقہ جناب محمد منیر احمد صاحب نے اقامت دین کی فرضیت اور اس کے لئے زوردار دعوت سورہ شوریٰ کی آیات 13 تا 17 اور 47' 48 کے حوالے سے خطاب فرمایا۔ آپ کے خطاب کے بعد نماز ظہر اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ وقفے کے بعد درس حدیث ہوا۔ جس میں بیان شدہ پانچ ادوار کی وضاحت جناب ذوالفقار علی صاحب نے کی۔ درسِ حدیث کے بعد دعائیں سکھائی گئیں' معلم تھے جناب نثار احمد شفیق صاحب' انہوں نے قرآنی دعاؤں کا ترجمہ گرائمر کی رو سے رفقاء کو سکھایا۔ بعد میں رفقاء واحباب کا تعارف ہوا۔ جناب اللہ دتہ صاحب نے تنظیم میں شمولیت کا اعلان کیا۔

آخر میں جناب محمد منیر احمد صاحب نے تنظیمی امور کے متعلق گفتگو کی اور آئندہ ہونے والے پروگراموں کی تفصیل بتائی۔ رفقاء کی جانب سے دورہ ترجمۂ قرآن کے لئے جناب رحمت اللہ بٹر صاحب کو دوبارہ دعوت دینے کی اپیل کی گئی' یہ اپیل جناب صفدر جمیل صاحب نے کی جسے امیر صاحب نے قبول کرلیا۔ اس طرح دعا کے ساتھ ساتھ یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

آئندہ یکم اگست کو پروگرام منعقد ہوگا اور ٹائم ساڑھے نو بجے کر دیا گیا ہے۔ (مرتب: سجاد سرور)

حلقہ سرحد شمالی کی ماہانہ شب بسری

ماہ جولائی کے اس پروگرام کے پہلے مقرر تنظیم اسلامی خار کے امیر فیض الرحمٰن تھے' انہوں نے اقامت دین کیا؟ کیوں؟ اور کیسے؟ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

اس کے بعد رفقاء کا تعارف ہوا۔ واضح رہے کہ محترم اظہر بختیار خلجی صاحب کی آمد نے اس پروگرام کو اور بھی پررونق بنایا تھا۔ بعد از نماز مغرب حبیب علی نے ''اسلامی انقلاب لانے میں نوجوانوں کا کردار'' کا موضوع نہایت مفصل' عالمانہ اور برجستہ انداز میں بیان کیا کہ انقلاب تبدیلی کس کو کہتے ہیں؟ یہ تبدیلی پہلے دل میں' پھر بدن میں پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اصطلاح میں اجتماعی گوشوں میں تبدیلی انقلاب کہلاتا ہے۔ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام' اصحاب کہف' حضرت ابراہیمؑ' مصعب بن عمیرؓ اور حضرت یاسر و بلال رضی اللہ عنہما کی مثال دے کر لوگوں پر واضح کیا کہ کسی بھی انقلاب میں کلیدی کردار ادا کرنے والے نوجوان تھے اور یہی وجہ ہے کہ کتاب انقلاب میں فتیٰ' فتیان اور فتیۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ انہوں نے نوجوانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے اشعار کا سہارا بھی لیا۔

جلال آتش و برق و سحاب پیدا کر
نیا زمانہ نئی صبح و شام پیدا کر
تو انقلاب کی آمد کا انتظار نہ کر
جو ہو سکے تو ابھی انقلاب پیدا کر

بعد از نماز عشاء شوکت اللہ شاکر نے درس حدیث دیا۔ آپ نے حقوق اللہ' حقوق العباد اور توبہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

سونے سے پہلے سہ ماہی مشاورت ہوئی۔ تقریباً ایک بجے رفقاء سو گئے۔ اکثر رفقاء نماز تہجد کے لئے اٹھ گئے۔ نماز فجر کے بعد محترم گل محمود نے درس قرآن دیا۔ آپ نے واضح کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا مقصد بعثت غلبہ دین تھا۔ آپ نے لوگوں پر حلال وحرام کو واضح کر دیا' تاکہ لوگوں کی گردنیں ان فضول بوجھوں سے چھڑا سکے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہمارے تعلق کی بنیادیں یہ ہیں کہ آپ پر قلبی ایمان لائیں' آپ کی اطاعت واتباع کریں' آپ کی نصرت کریں۔ آپ کی مقصد بعثت میں اور وہ کتاب جو آپ پر نازل ہوئی ہے کی تابعداری کریں۔ رات کو ناظم اعلیٰ صاحب نے بھی دعوت دین کے طریقے پر مفصل بحث کی تھی۔ دعا پر اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ: ابوکلیم محسن)

تربیت گاہ برائے مدرسین منعقدہ 20 تا 26 جون میاندم' سوات

مدرسین کی اس تربیت گاہ کا آغاز تنظیمی سطح پر پچھلے سال سے ہوا ہے۔ پچھلے سال کی طرح اس سال بھی تربیت گاہ کا انعقاد بمقام میاندم ہوا۔ چونکہ اس تربیتی پروگرام کی میزبانی کا شرف حلقہ سرحد شمالی کو سونپا گیا تھا۔ اس لئے راقم ایک روز قبل اپنے معزز مہمانوں کی خاطر مدارت' ان کے لئے آب نوش کے بندوبست کے سلسلے میں میاندم پہنچا۔ اس دن میاندم کچھ زیادہ خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا۔ سب سے پہلے پہنچنے کا شرف ناظم دعوت تنظیم اسلامی چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب کو حاصل ہوا۔ اگر یہ کہا جائے کہ بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے بعد رفقاء کی ذہنی وفکری سوچ کو ایک نئی سمت میں منتقل کرنے والے آپ ہیں تو بے جانہ ہوگا۔ کیونکہ نشہ وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔ جو بھی رحمت اللہ بٹر صاحب کو ایک دفعہ سنتا ہے وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

تربیت گاہ کا آغاز 20 جون کی شام سے چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب کے ابتدائی کلمات اور آنے والے مدرسین کے تعارف سے ہوا۔ مغرب کی نماز کے بعد بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کی شاہکار تصنیف ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور کرنے کا اصل کام'' کی ویڈیو کیسٹ دکھائی گئی۔ موصوف کے یہ تشریحی نوٹ ایک ایک گھنٹہ کے دورانیے پر مشتمل ہیں' جسے پورے پروگرام میں بعد از نماز مغرب مدرسین حضرات کو دکھایا جاتا تھا۔ سینئر مدرسین کے ذمہ جن جن موضوعات پر لیکچر دینے کی ذمہ داری ڈالی گئی تھی' بھرپور تیاری کے ساتھ مدرسین حضرات نے اپنا اپنا لیکچر بطریقہ احسن پیش کیا جس سے جونیئر مدرسین حضرات کافی محظوظ ہوئے۔ ان لیکچرز کے موضوعات کافی جاندار اور up-dated تھے۔ ان میں چند موضوعات یہ ہیں۔

حقیقت ایمان' تذکر وتشکر' عظمت قرآن اور علامہ اقبال' دور حاضر میں دعوت کے تقاضے' اصول حدیث' اصول فقہ وغیرہ۔

سینئر مدرسین میں جن حضرات نے مدرسین کو کافی حد تک متاثر کیا' ان میں مولانا غلام اللہ خان حقانی' ڈاکٹر حافظ محمد مقصود' حافظ خالد شفیع اور نبی محسن نمایاں تھے۔ جبکہ مذاکرے کے جو بھی لیکچرز خالد محمود عباسی کے سپرد تھے' اس میں اس نے اپنی علمی نکتہ سنجی ور کتاب فہمی کے جس نرالے انداز میں مدرسین حضرات کو پڑھایا۔ وہ صرف اسی کا حصہ ہے جو اسے ملا ہے۔

اس تربیتی پروگرام کو مزید چار چاند اور خوبصورت بنانے والے تھے' امیر محترم حافظ عاکف سعید' ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی اور میجر ریٹائرڈ فتح محمد صاحب تھے۔ انہوں نے تربیت گاہ میں جزوی حصہ لیا۔ ان کی نہایت علمی' فکرانگیز باتوں سے تمام مدرسین بہت متاثر ہوئے۔ اس تربیت گاہ کا اختتام غلام اللہ خان حقانی کے اختتامی کلمات پر ہوا۔ (رپورٹ: ابوکلیم محسن)

حلقہ خواتین لاہور کے زیر اہتمام دینی معلوماتی کورس

تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کے تحت ہر سال گرمیوں کی چھٹیوں میں دینی معلوماتی کورس کا انعقاد ہوتا ہے۔ اس سال بھی الحمدللہ یہ پروگرام حسب سابق مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو میں منعقد ہوا۔ کورس میں تجوید کے بنیادی قواعد بذریعہ (لحن جلی)' ابتدائی عربی گرائمر' اربعین نووی' منتخب نصاب کے جامع اسباق' بانی تنظیم کا لٹریچر اور ارکان اسلام پڑھائے گئے۔ یہ کورس 14 جون سے شروع ہو کر 14 جولائی کو ختم ہوا۔ کورس کے اوقات صبح 9 بجے سے 12 بجے تک تھے۔ دوران کورس مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے لیکچرز کا اہتمام بھی ہوا۔ مثلاً ستر وحجاب' کفن دفن کا طریقہ' تزکیہ نفس' مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق وغیرہ۔

کورس میں 25 خواتین نے حصہ لیا اور 22 خواتین نے اس کی تکمیل کی۔

اختتامی تقریب 14 جولائی 2004ء کو منعقد ہوئی۔ جس میں کورس کی شریکات کو اسناد دی گئیں۔ تقریب کی مہمان خصوصی تنظیم اسلامی کی نائب ناظمہ لمۃ المعطی صاحبہ تھیں۔ کورس میں شریک خواتین نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ انہیں اس سے خاصا فائدہ حاصل ہوا۔ دین کی بنیادی تعلیمات خواتین اور خصوصاً لڑکیوں کے لئے اس دور میں بہت ضروری ہیں اور یہ کہ صرف سیکھنا ہی نہیں بلکہ عمل میں ڈھالنا ہی اصل کامیابی ہے۔ کچھ خواتین نے کہا کہ وہ اپنی عملی زندگی کے حوالے سے پریشان تھیں اور انہیں یہاں آ کر سکون ملا جبکہ کچھ کی رائے یہ تھی کہ ان کی بے چینی میں اضافہ ہوا ہے کہ انہوں نے سیکھ تو لیا' اب اس کو Apply کرنا ہے اور اس کے لئے بہت جدوجہد کی ضرورت ہے۔ کورس کے سلسلے میں کچھ تجاویز بھی سامنے آئیں' جنہیں ان شاء اللہ آئندہ کورس ترتیب دیتے وقت پیش نظر رکھا جائے گا۔ نائب ناظمہ لمۃ المعطی صاحبہ نے کہا کہ ہمیں محض نمبروں کی خاطر محنت نہیں کرنی چاہئے بلکہ ہر لمحہ اس زندگی کو پیش نظر رکھنا چاہئے جو کسی بھی وقت شروع ہو سکتی ہے۔ ہمیں وہ دن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس دن کچھ چہرے سیاہ اور کچھ سفید ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اس گروہ میں شامل ہونے کی سعی کرنی چاہئے جو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے فیض یاب ہوگا اور اس دیدار کے بعد کسی اور نعمت کی خواہش باقی نہیں رہے گی۔ (اللھم ربنا اجعلنا منھم) کورس کی انچارج محترمہ لمۃ المعطی صاحبہ نے رزلٹ کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ اصل میں کامیاب وہ نہیں جو نمبر زیادہ لے گیا بلکہ وہ ہے جو عملی لحاظ سے اور تقویٰ کے لحاظ سے افضل ہے اور جس کے نمبر جتنے اچھے ہیں وہ اتنا ہی مسئول ہے اور ذمہ دار ہے۔ اس کے بعد خواتین میں اسناد تقسیم کی گئیں اور نائب ناظمہ صاحبہ کی دعا سے اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان وعمل میں اضافہ واستقامت پیدا فرمائے۔ (آمین) (تحریر: امیہ عبدالخالق)

ضرورت رشتہ

☆ شریف گھرانے سے تعلق رکھنے والی خوش شکل لڑکی' عمر 19 سال' تعلیم B.Sc کے لئے ترجیحاً لاہور سے خوشحال گھرانے سے تعلق رکھنے والے تعلیم یافتہ نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: عمر فاروق (فیوچر سائٹ)

فون: 0320-481403 3-7242321

☆☆☆

☆ گوجر برادری کی ایف۔اے پاس' قرآن وحدیث سے واقف' 19 سالہ بیٹی کے لئے دینی مزاج کا حامل رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: فون فیصل آباد: 7248746-530685

☆☆☆

☆ تحریکی گھرانے کے چشم وچراغ بیٹا' سرکاری ملازم' عمر 30 سال

بیٹی' گورنمنٹ سکول ٹیچر' عمر 32 سال کے لئے موزوں خصوصاً تحریک سے وابستہ گھرانوں سے رشتے مطلوب ہیں۔

برائے رابطہ: مولانا گلزار احمد صاحب' فون: (021)6972558

دعائے مغفرت

ڈاکٹر نور الدین' رفیق تنظیم شمالی' کراچی انتقال فرما گئے ہیں۔
رفقاء واحباب اور قارئین ندائے خلافت سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کی درخواست ہے۔

بقیہ: پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہوگا!

کہا اقبال نے پیر حرم سے تہہِ دیوارِ مسجد سو گیا کون؟

اب ''پیر حرم'' یا ''شیخِ حرم'' صاحب تو خود مسجد کی دیواروں کے نیچے سوئے پڑے خراٹوں پر خراٹے لے رہے تھے تو اب جواب کون دے تو

ندا مسجد کی دیواروں سے آئی فرنگی بت کدے میں کھو گیا کون؟

افسوس! ایک طرف حرم کے متوکلی مسجد کی دیوار کے نیچے چین سے سوئے پڑے ہیں اور دوسری طرف قوم فرنگی بت کدے کی دیوانی بنی ہوئی ہے۔ اب دعوت بندگی رب کا کام کرے تو کون کرے؟

اے موجِ بلا ہاں ان کو بھی دو چار تھپیڑے ہلکے سے کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفان کا نظارہ کرتے ہیں

The discussion boils down to the fact that what was paraded as "a war on terrorism" has now admittedly become "a war on an ideology." In fact, it is the war on commonsense of all those who are not aware about Islam. Islam can never be defeated with military, media or "moderates" and money. What can be defeated is the commonsense of Muslims and non-Muslims.

The war on commonsense dictates us to:

Accept, despite all the admissions by political, military and media figures, that it is still not a war on Islam.

Accept the nonsense — without digging the reality — from leading politicians in the West that "the prophet Muhammad urged them [Muslims] to kill everyone infidel." [9]

Accept sweeping statements which make unaware people believe that all Islamic movement and the Muslim struggle for self-rule are based in a "hostile belief system that can't be reasoned with but can only be 'destroyed or utterly isolated.'" [10]

Promote a) the idea that we are in "the fight against Islamic extremism now where we were in the fight against communism in 1880" [11] and b) promoters of this idea — "modernist Muslims" [12] — so that ultimately everyone come to believe what the Norwegian politicians believe that the way Islam was practiced 600 years ago was "extremism" (equivalent to Nazism) and does not suit the present day realities.

Believe that Islamophobia is limited to "poor white man" and is the product of industrial revolution of the past, globalization of today and the on going Muslim migration to the West. [13]

Ignore the difference between the theory and practice of sovereignty, liberation and democracy. Iraq and Afghanistan are the role models for the new models of these concepts. Democracy is now that what the US wants us to accept as democracy — see Pakistan, or the will of 6 against 150 in the UN General Assembly.

Accept CIA puppets in Kabul [14] and Baghdad [15] as legitimate representatives of the "liberated" nations.

Believe that all those Congressional and White House people and the mainstream media, with all their money and staff resources, didn't know what all the web bloggers, running web sites on spare change, knew; that the claims of Iraq's WMDs were lies.

Believe the 9/11 commission's logic for switching the "war on terrorism" to a never ending "war on ideology" so that allies do not withdraw the support they have extended to a war based on lies and deception.

Believe that the intensifying Iran-bashing in the media is not based on exactly the same blame for 9-11 and the same objective to defeat Islamic ideology that we witnessed in planning to invade Iraq and Afghanistan — doesn't matter if as a rule there is no word about the failure to finding any evidence that either one had anything to do with 9/11.

Take Israel's renewed over-flying their neighbors airspace as a routine so that the mere fact of a flight across Israel's borders will not in and of itself constitute a warning. So Israel's planes will be well on their way to Iran's nuclear facilities before anyone realizes the difference between these flights and the acts of war Israel carry out against Iran as a part of the overall "war on ideology."

Ignore the US giving Israel the use of two refueling tanker planes that gives Israeli warplanes the range to reach all over the Mideast.

Support and enjoy when the war spreads to Sudan, Iran, Syria, Saudi Arabia and elsewhere because we must win this war on an ideology just as we won the war against Communism.

> Don't give up on America. "We've got a long struggle ahead, but at least we're beginning to understand it." concludes David Brooks. Bush and Kerry and anyone after them are irrelevant.

The indefinite US occupation of Iraq and Afghanistan now proves that Saddam Hussain, [16] weapons of mass destruction and the Taliban [17] were not the issue. The issue was and will remain Islam that is being wrapped in all-the-while-changing-wrappers: extremist Islam, terrorism, political Islam and now "an ideology."

Instead of believing liars of the century, Muslims and non-Muslim better safeguard their commonsense and dig out the reality and find out for themselves that Islam as practiced 600 years ago is not a threat except to the unjust oppressors, the lying tyrants and the status quo they want to sustain.

FA Arts Group
FA Gen. Science
I.Com Banking Com...
ICS Math + Stat Computer Science
ICS Math + Physics Computer Science
BA Economics + ... & Other Combinations

داخلے جاری ہیں

زیر اہتمام
مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس
لاہور بورڈ سے الحاق شدہ (Affiliated)
نگران وسرپرست ڈاکٹر اسرار احمد

□ معیاری نصابی تعلیم
□ پُرسکون باوقار علمی ماحول
□ دینی تعلیم وتربیت کا اہتمام

موقع پر تشریف لا کر کالج کی عمارت، لائبریری، کمپیوٹر لیب، کالج ہاسٹل اور شاندار ''قرآن آڈیٹوریم'' کا معائنہ بھی کیجئے۔ کالج کا تعارفی بروشر مفت اور پراسپکٹس -/30 روپے میں حاصل کیجئے

بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کی جانب سے گیارہویں جماعت (فرسٹ ایئر) برائے تعلیمی سال 2004ء۔2006ء کا داخلہ شیڈول جاری ہوگیا ہے۔ جس کی تفصیلات یہ ہیں:
(1) عام داخلہ بغیر لیٹ فیس (10 جولائی تا 26 جولائی 2004ء)
(2) لیٹ فیس 20 روپے کے ساتھ داخلہ (27 جولائی تا 10 اگست 2004ء)
(3) لیٹ فیس 300 روپے کے ساتھ داخلہ (11 اگست تا 11 ستمبر 2004ء)
(4) 10 جولائی تا 10 اگست داخل کیے گئے طلباء/ طالبات کی رجسٹریشن ریٹرن فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ مورخہ 9 اکتوبر 2004ء ہے۔
(5) 11 اگست تا 11 ستمبر تک داخل کیے گئے طلبا/ طالبات کی رجسٹریشن ریٹرن فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ مورخہ 13 ستمبر 2004ء ہے۔

مزید تفصیلات کے لیے پراسپیکٹس دیکھیے

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس
191۔ اتاترک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور
TEL : 5860024 FAX: 5834000
E-mail: college@tanzeem.org

ذہین اور مستحق طلباء کے لیے وظائف کی خصوصی سہولت
700 نمبروں سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء کے لیے 100%،
600 نمبروں سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء کے لیے 50% اور
550 نمبروں سے زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء کے لیے ماہانہ فیس میں 25% رعایت

Vol: 13 Regd. No. LRL -50 No.30

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

The War on Commonsense

Bush is down and on the way out with his administration. Bush-bashing is as easy as beating around the bush. The need is to read the headlines such as "Fresh bombing in Falluja," "Fierce fighting continues in Ramadi" and "Thirteen Killed in fresh US attack" and try to find out what is it that does not add with the official stories. And why, most probably, the situation will get even worse after Bush and his team's departure.

Many agree that the US "war on terrorism" did not achieve the stated objectives.[1] However, very few question the continued US aggression and occupation that does not make any sense at a time when "Blair admits Iraq intelligence was flawed," "Powell admits Iraq intelligence was 'flawed'," the US senators admit that "the CIA assessments were wrong," and when even Bush admits "error" in Iraq's intelligence.

The lies about Weapons of mass destruction and the worst justifications than Saddam's argument for his occupation of Kuwait have long been exposed.

Saddam Hussain, behind whom Bush and Blair still love to hide their crimes against humanity, is dethroned and in captivity. What else do the US and UK want to achieve with continued occupation, daily bombings and subsequent carnage?

"Listen, we thought there was going to be stockpiles of weapons," Bush said in Kutztown, Pennsylvania a week ago. "I thought so. The Congress thought so. The UN thought so. I'll tell you what we do know: Saddam Hussein had the capacity to make weapons."

Even if that capacity was there, it has gone now. Blair, nevertheless, still repeats the same logic without giving any valid justification for the continued stay of 138,000[2] occupation troops. If the new justification is to defeat the insurgents, they will never be able to do so. The insurgency is in response to the occupation, facilitated through lies, and to only true power in Iraq that for the foreseeable future will remain in the hands of occupiers.

The occupation will continue to breed "terrorists" and inflame "insurgency." If eliminating such "insurgents" and "terrorists" is an honorable achievement," let the US and UK invade their allies in the war on commonsense and they will find many such "terrorists" to kill, capture and torture.

9/11 and the post 9/11 events are just symptoms of the US arrogance and urge to dominate and the rest of the Western world's appeasement in this regard. Bush did not do anything extra-ordinary. Things were coming to this end anyway and any US president would have acted the same way.

Didn't Clinton continue the genocidal sanctions for 10 long years during his presidency? Would Kerry not continue the same policies set forth by Bush? Putting all the blame on Bush's shoulders is naïve. What we witness are consequences of: a) promoting Islamophobia and b) the years long policies of forcing the whole world and the UN into accepting what only the US and Israel believes is right.

The only difference now is the US now acts openly what it used to plan and implement covertly. Similarly, the rest of the Western world adopts Islamophobia as a policy without any fear of being labelled as racists and fascists.

It is not Bush who travelled to Norway to promote banning Islam. It is Norwegian politicians, central figures in Kristians and Progress party, who believe Islam "is a threat against [their] social system and way of life." They demand "the practice of this [religion], illegal and punishable in the same way as Nazism" because it is not a fringe that believes so: "this is an opinion that is well established in Scandinavian countries." [3]

Bush was fully supported by Blair, but Bush did not campaigned in Britain which resulted in members of the British National Party believing: "That's the way that this wicked, vicious faith has expanded through a handful of cranky lunatics about 1,300 years ago until it's now sweeping country after country," one BNP member expressing a wish to blow up mosques with a rocket launcher and to machine-gun worshippers with "about a million bullets." [4]

There is something very deep which all of us are ignoring at our peril. This is not something what Jeremy Seabrook considers an desperation of the "poor white man" when he finds himself as a "white trash" due to rising immigrants population, globalization and his subsequent decline from "working class to under class." [5]

This line of thinking white washes history about Institutional Islamophobia entering the British Isles during the Norman Crusade of 1066 and moving on to North America as well as surviving right into the 21st century. [6]

Bush-bashing without a broader outlook is a recipe for disaster. It does not allow us to see that the "war on terrorism" is the product of the same Islamophobia that entered British Isles in 1066. Many Muslims were not outright stupid to believe that the US war on terrorism is a war on Islam. The world has now the opportunity to see how the 9/11 commission has clearly stepped back to redefine the nature of the "war on terrorism."

Summary of the report in the words of David Brooks of the *New York Times* is: "We're not in the middle of a war on terror, they note. We're not facing an axis of evil. Instead, we are in the midst of an ideological conflict." [7] How else could they now justify the war, if not telling the truth?

Now the war lords are coming out of their closets, telling the world about their real intentions. Brooks clearly concedes that "emphasizing ideology instead of terror makes all the difference, because if you don't define your problem correctly, you can't contemplate a strategy for victory."

So the victory is not intended against terror, as the world has long been duped to fight against. It is to overcome an ideology, which the Norwegian politicians have further clarified as Islam "the way it was practiced when it was established in year 600." [8] A person has to accept Islam as it was taught and presented as a model based on the Qur'an by Prophet Muhammad (PBUH) 1400 years ago to become a Muslims. If that is unacceptable, many other shades could be described as Islam to please modern Islamophobes but that would not be Islam.